بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1213
سبق۔74/4
100تا49/17

آیت نمبر (49تا52)

ر ف ت

(ن) رَفْتًا کسی چیز کو توڑنا۔کوٹنا۔

رُفَاتٌ چورہ۔ریزہ۔زیرمطالعہ آیت۔۴۹۔

ج د د

(ض) جِدَّةً کسی چیز کا نیا ہونا۔

جَدًّا کسی چیز کو کاٹنا۔راستہ طے کرنا۔

جَدِیْدٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔نیا۔زیرمطالعہ آیت۔۴۹۔

جُدَّةٌ ج جُدَدٌ۔طریقہ۔راستہ۔﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ﴾(35/فاطر:27)''اور پہاڑوں میں سفید راستے ہیں۔''

(س) جَدًّا بزرگی اور عظمت والا ہونا۔

جَدٌّ اسم ذات بھی ہے۔عظمت،بزرگی۔﴿وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا﴾(72/الجن:3)''اور یہ کہ بلند ہوئی ہمارے رب کی عظمت۔''

ن غ ض

(ن۔ض) نَغْضًا کانپنا۔ہلنا۔

(افعال) اِنْغَاضًا تعجب یا مسخری میں کوئی عضو ہلانا۔جیسے ہاتھ نچانا۔سر مٹکانا۔وغیرہ۔زیرمطالعہ آیت۔۵۱۔

ترجمہ

وَقَالُوْٓا	ءَ	اِذَا	کُنَّا	عِظَامًا	وَّرُفَاتًا	ءَ	اِنَّا
اور انہوں نے کہا	کیا	جب	ہم ہوں گے	ہڈیاں	اور چورہ	کیا	ہم

لَمَبْعُوْثُوْنَ	خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۴۹﴾	قُلْ	کُوْنُوْا
ضرور اٹھائے جانے والے ہیں	ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے	آپ کہہ دیجئے	تم لوگ ہو جاؤ

حِجَارَةً	اَوْ	حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾	اَوْ	خَلْقًا	مِّمَّا	یَکْبُرُ
کوئی پتھر	یا	کوئی لوہا	یا	کوئی مخلوق	جس کو	مشکل سمجھو

فِیْ صُدُوْرِکُمْ ج	فَسَیَقُوْلُوْنَ	مَنْ
اپنے جی میں (پھر بھی اٹھائے جاؤ گے)	پھر وہ کہیں گے	کون

يُّعِيْدُنَا ؕ	قُلِ	الَّذِيْ	فَطَرَكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ	1213 فَسَيُنْغِضُوْنَ
لوٹائے گا ہم کو	آپ کہہ دیجئے	وہ جس نے	وجود بخشا تم کو	پہلی مرتبہ	پھر وہ لوگ مٹکائیں گے
اِلَيْكَ	رُءُوْسَهُمْ	وَيَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هُوَ ؕ	قُلْ
آپؐ کی طرف	اپنے سروں کو	اور کہیں گے	کب	وہ ہے (یعنی ہوگا)	آپ کہہ دیجئے

عَسٰٓى	اَنْ	يَّكُوْنَ	قَرِيْبًا ﴿٥١﴾	يَوْمَ	يَدْعُوْكُمْ	فَتَسْتَجِيْبُوْنَ
ہوسکتا ہے	کہ	وہ ہو	قریب	جس دن	وہ پکارے گا تم لوگوں کو	پھر تم لوگ جواب دو گے

بِحَمْدِهٖ	وَتَظُنُّوْنَ	اِنْ	لَّبِثْتُمْ	اِلَّا	قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾ ع
اس کی حمد کے ساتھ	اور گمان کرو گے (کہ)	نہیں	ٹھہرے تم	مگر	تھوڑا (عرصہ)

آیت نمبر (53 تا 57)

ترجمہ:	

وَقُلْ	لِّعِبَادِيْ	يَقُوْلُوا	الَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ ؕ
آپ کہہ دیجئے	میرے بندوں سے (کہ)	وہ لوگ کہیں	وہ جو کہ	وہ ہی	سب سے اچھا ہے

اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	يَنْزَغُ	بَيْنَهُمْ ؕ	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	كَانَ
بیشک	شیطان	فساد ڈالتا ہے	ان کے درمیان	بیشک	شیطان	ہے

لِلْاِنْسَانِ	عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾	رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِكُمْ ؕ
انسان کے لئے	ایک کھلا دشمن	تم لوگوں کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا	تم لوگوں کو

اِنْ	يَّشَاْ	يَرْحَمْكُمْ	اَوْ	اِنْ	يَّشَاْ	يُعَذِّبْكُمْ ؕ
اگر	وہ چاہے گا	تو وہ رحم کرے گا تم لوگوں پر	یا	اگر	وہ چاہے گا	تو وہ عذاب دے گا تم لوگوں کو

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ	عَلَيْهِمْ	وَكِيْلًا ﴿٥٤﴾	وَرَبُّكَ	اَعْلَمُ
اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو	ان پر	کوئی نگہبان (بنا کر)	اور آپؐ کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے

بِمَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	وَلَقَدْ فَضَّلْنَا	بَعْضَ النَّبِيّٖنَ
اس کو جو	آسمانوں اور زمین میں ہے	اور بیشک ہم نے فضیلت دی ہے	نبیوں کے بعض کو

عَلٰى بَعْضٍ	وَّاٰتَيْنَا	دَاوٗدَ	زَبُوْرًا ﴿٥٥﴾	قُلِ	ادْعُوا	الَّذِيْنَ
بعض پر	اور ہم نے دی	داؤدؑ کو	زبور	آپؐ کہیے	تم لوگ پکارو	ان کو جن کا

زَعَمْتُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	فَلَا يَمْلِكُوْنَ	كَشْفَ الضُّرِّ	عَنْكُمْ
تمہیں زعم ہے	اس (اللہ) کے علاوہ	تو وہ لوگ اختیار نہیں رکھتے	تکلیف کو کھولنے کا	تم لوگوں سے

وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	1213 يَبْتَغُوْنَ
اور نہ ہی بدلنے کا	وہ لوگ	جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	وہ لوگ (تو خود) تلاش کرتے ہیں

اِلٰى رَبِّهِمُ	الْوَسِيْلَةَ	اَيُّهُمْ	اَقْرَبُ	وَيَرْجُوْنَ	رَحْمَتَهٗ
اپنے رب کی طرف	قربت کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ قریب (ہوتا) ہے	اور وہ لوگ امید رکھتے ہیں	اس کی رحمت کی

وَيَخَافُوْنَ	عَذَابَهٗ	اِنَّ	عَذَابَ رَبِّكَ	كَانَ	مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾
اور وہ خوف کرتے ہیں	اس کے عذاب کا	بیشک	آپؐ کے رب کا عذاب	ہے	کہ جس سے بچا جائے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت۔ ۵۴ میں دعوت کے معاملے میں مومنین اور پیغمبر کی ذمہ داری کی حد واضح فرما دی۔ فرمایا کہ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ کون رحمت کا مستحق ہے اور وہ ہدایت پا کر رحمت کا مستحق ہوگا اور کون عذاب کا مستحق ہے اور وہ گمراہی پر جمے رہ کر عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔ پیغمبر اور اس کے ساتھیوں پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ سب کو مومن بنا دیں۔ ان پر ذمہ داری صرف حق پہنچا دینے کی ہے۔ ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ (تدبر قرآن)

اس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اہل ایمان کی زبان پر کبھی ایسے دعوے نہیں آنے چاہئیں کہ ہم جنتی ہیں اور فلاں شخص یا گروہ دوزخی ہے۔ اس کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہی سب انسانوں کے ظاہر و باطن اور ان کے حال و مستقبل سے واقف ہے۔ اسی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کسی پر رحمت فرمائے اور کسے عذاب دے۔ انسان اصولی طور پر تو یہ کہنے کا مجاز ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے کس قسم کے انسان رحمت کے مستحق ہیں اور کس قسم کے انسان عذاب کے مستحق ہیں مگر یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ فلاں شخص کو عذاب دیا جائے اور فلاں شخص کو بخشا جائے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔ ۵۵ کا مطلب ہے کہ زمین و آسمان کے تمام انسان، جنات اور فرشتوں کا اسے علم ہے۔ ان کے مراتب کا بھی اسے علم ہے۔ ایک کو ایک پر فضیلت ہے۔ نبیوں میں بھی درجے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبیوں میں فضیلتیں نہ قائم کیا کرو۔ اس سے مطلب تعصب اور نفس پرستی سے اپنے طور پر فضیلت قائم کرنا ہے، نہ یہ کہ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ فضیلت سے بھی انکار۔ جو فضیلت جس نبی کی از روئے دلیل ثابت ہو اس کا ماننا واجب ہے۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔3

آیت۔ ۵۶ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کچھ اختیار حاصل نہیں ہے۔ نہ کوئی دوسرا کسی مصیبت کو ٹال سکتا ہے، نہ کسی بری حالت کو اچھی حالت سے بدل سکتا ہے۔ اس طرح کا اعتقاد خدا کے سوا جس ہستی کے بارے میں رکھا جائے، وہ ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ آیت۔ ۵۷ کے الفاظ خود گواہی دے رہے ہیں کہ مشرکین کے جن معبودوں اور فریادرسوں کا یہاں ذکر ہے ان سے مراد پتھر کے بت نہیں ہیں، بلکہ یا تو فرشتے ہیں یا گزرے ہوئے زمانے کے برگزیدہ انسان ہیں۔ مطلب صاف صاف یہ ہے کہ انبیاء ہوں یا اولیاء یا فرشتے، کسی کو بھی یہ طاقت نہیں کہ تمہاری دعائیں سنے اور تمہاری مدد کو پہنچے۔ تم حاجت روائی کے لئے ان کو وسیلہ بنا رہے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور قرب حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈ رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1213

آیت نمبر (58تا60)

ترکیب

آیت-۵۹) اَرْسَلَ کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے۔ اَلْاٰیٰتِ پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ نُرْسِلَ کا مفعول محذوف ہے جو کہ الرَّسُوْلَ ہوسکتا ہے۔ مُبْصِرَۃً صفت ہے، اس کا موصوف اٰیَۃً محذوف ہے۔ ظَلَمَ کا مفعول بھی بنفسہٖ آتا ہے۔ ھَا کی ضمیر پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ فَظَلَمُوْا کا مفعول محذوف ہے جو کہ اَنْفُسَھُمْ ہوسکتا ہے۔ (آیت-61) جَعَلْنَا کا مفعول اوّل اَلرُّءْیَا ہے جب کہ وَ الشَّجَرَۃَ الْمَلْعُوْنَۃَ اس کا مفعول ثانی ہے۔ سادہ جملہ اس طرح ہوتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ وَالشَّجَرَۃَ الْمَلْعُوْنَۃَ فِی الْقُرْاٰنِ ط اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ۔

ترجمہ

وَاِنْ	مِّنْ قَرْيَةٍ	اِلَّا	نَحْنُ	مُهْلِكُوْهَا	قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
اور نہیں ہے	کوئی بھی بستی	مگر (یہ کہ)	ہم	ہلاک کرنے والے ہیں اس کو	قیامت کے دن سے پہلے

اَوْ	مُعَذِّبُوْهَا	عَذَابًا شَدِيْدًا ط	كَانَ	ذٰلِكَ	فِي الْكِتٰبِ	مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾
یا	عذاب دینے والے ہیں اس کو	ایک سخت عذاب	ہے	یہ	کتاب میں	لکھا ہوا

وَمَا مَنَعَنَآ	اَنْ	نُّرْسِلَ	بِالْاٰيٰتِ
اور نہیں روکا ہم کو	کہ	ہم بھیجیں (ان رسول کو)	نشانیوں (یعنی معجزوں) کے ساتھ

اِلَّآ	اَنْ	كَذَّبَ	بِهَا	الْاَوَّلُوْنَ ط	وَاٰتَيْنَا	ثَمُوْدَ	النَّاقَةَ
مگر (اس لئے)	کہ	جھٹلایا	ان (نشانیوں) کو	پہلوں نے	اور ہم نے دی	ثمود کو	اونٹنی

مُبْصِرَةً	فَظَلَمُوْا	بِهَا ط
بصیرت کے ذریعہ کے طور پر	پھر انہوں نے ظلم کیا (اپنے آپ پر)	اس (اونٹنی) کے سبب سے

وَمَا نُرْسِلُ	بِالْاٰيٰتِ	اِلَّا	تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾	وَاِذْ	قُلْنَا
اور ہم نہیں بھیجتے (رسولوں کو)	نشانیوں کے ساتھ	مگر	ڈرانے کو	اور جب	ہم نے کہا

لَكَ	اِنَّ	رَبَّكَ	اَحَاطَ	بِالنَّاسِ ط	وَمَا جَعَلْنَا
آپؐ سے	(کہ) بیشک	آپؐ کے رب نے	گھیرے میں لیا	لوگوں کو	اور ہم نے نہیں بنایا

الرُّءْيَا الَّتِيْٓ	اَرَيْنٰكَ	اِلَّا	فِتْنَةً	لِّلنَّاسِ	وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ
اس خواب کو جو	ہم نے دکھایا آپؐ کو	مگر	ایک آزمائش	لوگوں کے لئے	اور لعنت کئے ہوئے درخت کو (بھی)

فِي الْقُرْاٰنِ ط	وَنُخَوِّفُهُمْ لا	فَمَا يَزِيْدُهُمْ	اِلَّا	طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع
جو قرآن میں ہے	اور ہم خوف دلاتے ہیں ان کو	پھر وہ زیادہ نہیں کرتا ان کو	مگر	ایک بڑی سرکشی میں

نوٹ-1

ہر بستی کے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بقائے دوام کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ ہر بستی کو یا تو طبعی موت مرنا ہے یا خدا کے عذاب سے ہلاک ہونا ہے۔ (تفہیم القرآن)

1213

نوٹ۔2

مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو اس صفا کے پہاڑ کو سونے کا کر دیں۔ہم آپؐ کی سچائی کے قائل ہو جائیں گے۔آپؐ پر وحی آئی کہ اگر آپؐ کی بھی یہی خواہش ہو تو میں اس پہاڑ کو ابھی سونے کا بنا دیتا ہوں۔لیکن اگر پھر بھی یہ ایمان نہ لائے تو اب انہیں مہلت نہیں ملے گی۔فی الفور عذاب آجائے گا اور یہ تباہ کر دیئے جائیں گے اور اگر آپؐ کو انہیں سوچنے کا موقع دینا منظور ہے تو میں ایسا نہ کروں۔آپؐ نے فرمایا خدایا میں انہیں باقی رکھنے میں ہی خوش ہوں۔آیت۔۵۹۔میں اس کی طرف اشارہ ہے۔(ابن کثیرؒ)

نوٹ۔3

لفظ فتنہ عربی زبان میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔بی بی عائشہؓ، حضرت معاویہؓ، حسنؒ اور مجاہد وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس جگہ(آیت۔۶۱) فتنہ سے مراد فتنۂ ارتداد لیا ہے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر جانے اور صبح سے پہلے واپس آنے کا ذکر کیا تو کچھ نو مسلم لوگ، جن میں ایمان راسخ نہیں ہوا تھا، اس بات کی تکذیب کر کے مرتد ہو گئے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لفظ رؤیا عربی زبان میں اگرچہ خواب کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس جگہ اس سے مراد خواب نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کے مرتد ہو جانے کی کوئی وجہ نہیں تھی کیونکہ خواب تو ہر شخص ایسے دیکھ سکتا ہے۔بلکہ اس جگہ رؤیا سے مراد ایک واقعہ کو بحالت بیداری دکھانا ہے۔(معارف القرآن)

لعنت کئے ہوئے درخت سے مراد زقوم ہے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ دوزخیوں کو زقوم کا درخت کھلایا جائے گا اور آپؐ نے اسے دیکھا ہے(شب معراج میں) تو کافروں نے اسے سچ نہ مانا اور مذاق اڑایا(کہ دوزخ میں اتنی آگ ہو گی تو وہاں درخت کیسے اگے گا)۔(ابن کثیرؒ)

آیت نمبر(61تا65)

ح ن ک

(ن۔ض)	حَنْکًا	(۱) کسی چیز کو چبا کر نرم کرنا۔(۲) گھوڑے کے منھ میں لگام دے کر اسے قابو میں کرنا۔
(افتعال)	اِحْتِنَاکًا	(۱) اہتمام سے چبا کر چٹ کر جانا جیسے ٹڈی دل کاشت کو کھا کر صاف کر دیتا ہے۔(۲) کسی پر غالب ہونا۔پوری طرح قابو پانا۔زیر مطالعہ آیت ۶۲۔

و ف ر

(ض)	وَفْرًا	زیادہ کرنا۔پورا کرنا۔
	مَوْفُوْرٌ	اسم المفعول ہے۔پورا کیا ہوا۔مکمل کیا ہوا۔زیر مطالعہ آیت۔۶۳

ف ز ز

(ن)	فَزًّا	ہوش اڑا دینا۔کسی کو گھبرا کر اس کی جگہ سے ہٹا دینا۔
(استفعال)	اِسْتِفْزَازًا	مضطرب کر دینا۔جگہ سے ہٹا دینا۔زیر مطالعہ آیت۔۶۴

1213

ص و ت

(ن) صَوْتًا آواز نکالنا

صَوْتٌ ج اَصْوَاتٌ۔ آواز۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴

ج ل ب

(ن۔ض) جَلْبًا (۱) ہانک کرلے آنا۔ (۲) زخم اچھا ہوتے وقت اس پر چھلی کا پردہ آنا۔

جِلْبَابٌ ج جَلَابِيْبُ۔ چادر۔ اوڑھنی۔ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ﴾ (33/الاحزاب:59) ''وہ خواتین نزدیک کرلیں اپنے اوپر اپنی اوڑھنیوں کو۔''

(افعال) اِجْلَابًا ہانک کرلے آنا۔ چڑھانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴۔

ترکیب

(آیت۔ ۶۲) اَرَءَيْتَكَ میں ضمیر ''کَ'' ضمیر مفعولی نہیں ہے بلکہ ضمیر زائدہ ہے اور اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ یہ پورا فقرہ عربی محاورہ ہے جس کے معنی ہیں ''بھلا دیکھ توسہی۔'' قَلِيْلًا کے آگے مِنْهُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔ ۶۳) اِذْهَبْ کے آگے اَنْتَ مُؤَخَّرٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کو	تو انہوں نے سجدہ کیا

اِلَّآ	اِبْلِيْسَ ؕ	قَالَ	ءَ	اَسْجُدُ	لِمَنْ	خَلَقْتَ	طِيْنًا ۚ ۶۱
سوائے	ابلیس کے	اس نے کہا	کیا	میں سجدہ کروں	اس کو جسے	تو نے پیدا کیا	مٹی سے

قَالَ	اَرَءَيْتَكَ	هٰذَا الَّذِيْ	كَرَّمْتَ	عَلَيَّ	لَئِنْ	اَخَّرْتَنِ
اس نے کہا	بھلا تو دیکھ توسہی	یہ وہ ہے جس کو	تو نے معزز کیا	مجھ پر	یقیناً اگر	تو نے مہلت دی مجھ کو

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	لَاَحْتَنِكَنَّ	ذُرِّيَّتَهٗٓ	اِلَّا	قَلِيْلًا ۶۲
قیامت کے دن تک	تو میں لازماً قابو پالوں گا	اس کی اولاد پر	سوائے	تھوڑے سے (ان میں سے)

قَالَ	اذْهَبْ	فَمَنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	فَاِنَّ
(اللہ نے) کہا	دفع ہو جا (تو مہلت دیا ہوا ہے)	پس جو	پیروی کرے گا تیری	ان میں سے	تو یقیناً

جَهَنَّمَ	جَزَآؤُكُمْ	جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۶۳	وَاسْتَفْزِزْ	مَنِ
جہنم	تم لوگوں کا بدلہ ہے	مکمل بدلہ ہوتے ہوئے	اور تو ڈگمگالے	اس کو جس پر

اسْتَطَعْتَ	مِنْهُمْ	بِصَوْتِكَ	وَاَجْلِبْ	عَلَيْهِمْ	بِخَيْلِكَ
تیرا بس چلے	ان میں سے	اپنی آواز سے	اور تو چڑھالا	ان پر	اپنے سواروں کو

وَرَجِلِكَ	وَشَارِكْهُمْ	فِي الْاَمْوَالِ	وَالْاَوْلَادِ	وَ	عِدْ
اور اپنے پیادوں کو	اور تو ساجھی بن ان کا	مالوں میں	اور اولاد میں	اور	تو وعدہ دے

هُمْ ط	وَمَا يَعِدُ	هُمُ	الشَّيْطٰنُ	اِلَّا	غُرُوْرًا ۝٦٤	اِنَّ	1213 عِبَادِيْ
ان کو	اور وعدہ نہیں دیتا	ان کو	شیطان	سوائے	فریبوں کے	بیشک	میرے بندے (جو ہیں)

لَيْسَ	لَكَ	عَلَيْهِمْ	سُلْطٰنٌ ط	وَ كَفٰى	بِرَبِّكَ	وَكِيْلًا ۝٦٥
نہیں ہے	تیرے لئے	ان پر	کوئی اختیار	اور کافی ہے	آپ کا رب	بطور کارساز

آیت نمبر (66تا70)

ح	ص	ب

(ن۔ض) **حَصْبًا** کنکری سے مارنا۔فرش بنانے کے لئے چھوٹے پتھر بچھانا۔

حَصَبٌ اسم ذات ہے۔چھوٹے پتھر۔ایندھن۔﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط ﴾ (61/الانبیاء:98)''بیشک تم لوگ اور وہ جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو،اللہ کے علاوہ،(وہ سب) جہنم کا ایندھن ہیں۔''

حَاصِبٌ اسم الفاعل ہے۔کنکری مارنے والا۔پھر زیادہ تر کنکریاں اڑانے والی تند وتیز ہوا کے لئے آتا ہے۔زیر مطالعہ آیت۔٦٨۔

ت	ء	ر

تَارًا جھڑکنا۔دھمکانا

تَارَةً ایک مرتبہ۔ایک دفعہ (کثرت استعمال کی وجہ سے اس کا ہمزہ الف میں تبدیل ہوگیا ہے) زیر مطالعہ آیت۔٦٩۔

ق	ص	ف

(ض) **قَصْفًا** کسی چیز کو توڑنا۔

قَاصِفٌ اسم الفاعل ہے۔توڑنے والا۔پھر زیادہ تر درختوں اور عمارتوں کو توڑ دینے والی شدید ہوا کے لئے آتا ہے۔زیر مطالعہ آیت۔٦٩۔

ترجمہ

رَبُّكُمُ	الَّذِيْ	يُزْجِيْ	لَكُمُ	الْفُلْكَ	فِي الْبَحْرِ	لِتَبْتَغُوْا
تمہارا رب	وہ ہے جو	چلاتا ہے	تمہارے لئے	کشتی کو	سمندر میں	تاکہ تم لوگ تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ ط	اِنَّهٗ	كَانَ	بِكُمْ	رَحِيْمًا ۝٦٦	وَاِذَا
اس کے فضل میں سے	بیشک وہ	ہے	تم لوگوں پر	ہر حال میں رحم کرنے والا	اور جب بھی

مَسَّكُمُ	الضُّرُّ	فِي الْبَحْرِ	ضَلَّ	مَنْ
چھوتی ہے تم لوگوں کو	تکلیف (یعنی آفت)	سمندر میں	تو گم ہوجاتے ہیں	وہ جن کو

تَدْعُوْنَ	اِلَّآ	اِيَّاهُ ج	فَلَمَّا	نَجّٰىكُمْ	1213 اِلَى الْبَرِّ
تم لوگ پکارتے ہو	مگر	اس (اللہ) کو ہی پکارتے ہو	پھر جب	وہ نجات دیتا ہے تم کو	خشکی کی طرف

اَعْرَضْتُمْ ط	وَكَانَ	الْاِنْسَانُ	كَفُوْرًا ۝67
تو تم لوگ بے رخی برتے ہو	اور ہے	انسان	انتہائی ناشکری کرنے والا

اَفَاَمِنْتُمْ	اَنْ	يَّخْسِفَ	بِكُمْ	جَانِبَ الْبَرِّ	اَوْ
تو کیا تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	وہ دھنسا دے	تمہیں	خشکی کی	یا

يُرْسِلَ	عَلَيْكُمْ	حَاصِبًا	ثُمَّ	لَا تَجِدُوْا	لَكُمْ
وہ بھیج دے	تم لوگوں پر	کنکریاں مارنے والی تند ہوا کو	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے

وَكِيْلًا ۝68	اَمْ	اَمِنْتُمْ	اَنْ	يُّعِيْدَ	كُمْ	فِيْهِ
کوئی کارساز	یا	تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	واپس لے جائے	تم کو	اسی (سمندر) میں

تَارَةً اُخْرٰى	فَيُرْسِلَ	عَلَيْكُمْ	قَاصِفًا	مِّنَ الرِّيْحِ	فَيُغْرِقَكُمْ
دوسری مرتبہ	پھر وہ بھیجے	تم لوگوں پر	توڑنے والی شدید ہوا	ہوا میں سے	نتیجۃً وہ غرق کردے تم کو

بِمَا	كَفَرْتُمْ لا	ثُمَّ	لَا تَجِدُوْا	لَكُمْ	عَلَيْنَا	بِهٖ
بسبب اس کے جو	تم نے ناشکری کی	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے	ہمارے خلاف	اس کے سبب سے

تَبِيْعًا ۝69	وَلَقَدْ كَرَّمْنَا	بَنِيْٓ اٰدَمَ	وَحَمَلْنٰهُمْ
کوئی پیچھے لگنے والا	اور بیشک ہم نے معزز کیا ہے	آدمؑ کے بیٹوں کو	اور ہم نے سواری دی ان کو

فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ	وَرَزَقْنٰهُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ
خشکی میں	اور سمندر میں	اور ہم نے رزق دیا ان کو	پاکیزہ (چیزوں) میں سے

وَفَضَّلْنٰهُمْ	عَلٰى كَثِيْرٍ	مِّمَّنْ	خَلَقْنَا	تَفْضِيْلًا ع ۝70
اور ہم نے فضیلت دی ان کو	اکثر پر	ان میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	جیسے فضیلت دیتے ہیں

آیت نمبر (71 تا 77)

ترجمہ	

يَوْمَ	نَدْعُوْا	كُلَّ اُنَاسٍ	بِاِمَامِهِمْ ج	فَمَنْ	اُوْتِيَ
جس دن	ہم بلائیں گے	ہر گروہ کو	ان کے ریکارڈ کے ساتھ	پس وہ جس کو	دی گئی

كِتٰبَهٗ	بِيَمِيْنِهٖ	فَاُولٰٓئِكَ	يَقْرَءُوْنَ	كِتٰبَهُمْ
اس کی کتاب	اس کے داہنے ہاتھ میں	تو وہ لوگ	پڑھیں گے	اپنی کتاب کو

وَلَا يُظْلَمُوْنَ	فَتِيْلًا ۝۷۱	وَمَنْ	كَانَ	1213 فِيْ هٰذِهٖٓ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	دھاگے برابر بھی	اور وہ جو	تھا	اس (دنیا) میں

اَعْمٰى	فَهُوَ	فِي الْاٰخِرَةِ	اَعْمٰى	وَاَضَلُّ	سَبِيْلًا ۝۷۲
اندھا	تو وہ	آخرت میں (بھی)	اندھا ہوگا	اور (وہ) زیادہ گمراہ ہوگا	بلحاظ راستہ کے

وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَفْتِنُوْنَكَ	عَنِ الَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ
اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور پھسلا دیں آپؐ کو	اس سے جو	ہم نے وحی کیا

اِلَيْكَ	لِتَفْتَرِيَ	عَلَيْنَا	غَيْرَهٗ ۖ	وَاِذًا	لَّاتَّخَذُوْكَ
آپؐ کی طرف	تاکہ آپؐ گھڑیں	ہم پر	اس (وحی) کے علاوہ	اور تب تو	وہ ضرور بنالیں گے آپؐ کو

خَلِيْلًا ۝۷۳	وَلَوْلَآ	اَنْ	ثَبَّتْنٰكَ	لَقَدْ كِدْتَّ
ایک قریبی دوست	اگر نہ ہوتا	کہ	ہم جمادیں آپؐ کو	تو بیشک آپؐ قریب ہو چکے تھے کہ

تَرْكَنُ	اِلَيْهِمْ	شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝۷۴	اِذًا	لَّاَذَقْنٰكَ
آپؐ مائل ہوجائیں	ان کی طرف	تھوڑا سا	تب تو	ہم ضرور چکھاتے آپؐ کو

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ	وَضِعْفَ الْمَمَاتِ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ	لَكَ
زندگی (کے عذاب) کا دوگنا	اور موت (کے عذاب) کا دوگنا	پھر	آپؐ نہ پاتے	اپنے لئے

عَلَيْنَا	نَصِيْرًا ۝۷۵	وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ
ہمارے خلاف	کوئی مدد کرنے والا	اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور اکھاڑ دیں آپؐ کو

مِنَ الْاَرْضِ	لِيُخْرِجُوْكَ	مِنْهَا	وَاِذًا	لَّا يَلْبَثُوْنَ
اس زمین پر سے (یعنی مکہ سے)	تاکہ وہ لوگ نکال دیں آپؐ کو	اس (زمین) سے	اور تب تو	وہ لوگ نہ ٹھہرتے

خِلٰفَكَ	اِلَّا	قَلِيْلًا ۝۷۶	سُنَّةَ مَنْ	قَدْ اَرْسَلْنَا
آپؐ کے پیچھے	مگر	تھوڑا سا	(جیسا کہ ہمارا) دستور ان کے باب میں رہا ہے	ہم بھیج چکے ہیں

قَبْلَكَ	مِنْ رُّسُلِنَا	وَلَا تَجِدُ	لِسُنَّتِنَا	تَحْوِيْلًا ۝۷۷ ع
آپؐ سے پہلے	اپنے پیغمبروں میں سے	اور آپؐ نہیں پائیں گے	ہمارے دستور میں	کوئی تبدیلی

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۲/۷۸ کی لغت میں ہم بتا چکے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ ''امام'' تین معانی میں استعمال ہوا ہے۔(۱) راستہ، (۲) ریکارڈ اور (۳) پیشوا۔ ہم نے جو بھی دو چار تفاسیر دیکھی ہیں ان سب نے زیرِ مطالعہ آیت۔۷۱ میں بِاِمَامِهِمْ کا ترجمہ کیا ہے۔ ''ان کے امام/سرداروں/پیشواؤں کے ساتھ۔'' ابن کثیر کے مترجم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے، لیکن ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام سے مراد یہاں نبی ہیں۔ ہر امت قیامت کے دن اپنے نبی کے ساتھ بلائی جائے گی۔ ابن زید کہتے ہیں یہاں امام سے مراد کتاب خدا ہے۔

جوان کی شریعت کے بارے میں اتری تھی۔ابن جریر اس تفسیر کو بہت پسند فرماتے ہیں اور اسی کو مختار کہتے ہیں۔مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد ان کی کتابیں ہیں۔ممکن ہے کتاب سے مراد یا تو احکام کی کتاب خدا ہو یا نامۂ عمال ہو۔چنانچہ ابن عباسؓ اس سے اعمال نامہ مراد لیتے ہیں۔ابوالعالیہ،حسن اور ضحاک بھی یہی کہتے ہیں اور یہی زیادہ ترجیح والا قول ہے۔ابن کثیرؒ کی اس تفسیر کی بنیاد پر ہم نے بِاِمَامِهِمْ کا ترجمہ کیا ہے۔''ان کے ریکارڈ کے ساتھ۔''

نوٹ۔2

مخالفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے یہ تجویز پیش کی کہ اگر فلاں فلاں احکام میں ترمیم کردیں تو ہم یہ دعوت قبول کر لیتے ہیں۔پھر ہم اور آپ گہرے دوست بن کر رہیں گے۔آپؐ کے لئے یہ بڑا ہی سخت مرحلہ تھا۔ایک طرف اللہ کے احکام تھے جن میں ایک نقطہ کے برابر بھی آپؐ ترمیم کرنے کے مجاز نہ تھے۔دوسری طرف آپؐ اپنی قوم کے ایمان کی شدید خواہش رکھتے تھے اور کسی ایسے موقع کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے جس سے قوم کے ایمان کی راہ پر پڑنے کی امید بندھتی ہو۔اس صورتحال نے آپؐ کو تذبذب میں ڈال دیا۔اللہ تعالیٰ نے اس نازک مرحلے میں اپنے پیغمبر کی دستگیری فرمائی اور آپؐ کو تذبذب سے نکال کر صحیح شاہراہ پر لا کھڑا کر دیا۔یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ نبی کے معصوم ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کو کوئی تذبذب کی حالت میں پیش نہیں آتی یا کوئی غلط میلان اس کے دل میں فطور نہیں کرتا بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ اوّل تو اس کا میلان کبھی جانب نفس نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ خیر کی جانب ہوتا ہے،دوسرے یہ کہ جانبِ خیر میں بھی اگر وہ کوئی ایسا قدم اٹھاتا نظر آتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو بچا لیتا ہے اور صحیح سمت میں اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے۔(تدبر قرآن)

آیت نمبر (78تا84)

د ل ک

دَلْكًا ملنا۔رگڑنا۔

دُلُوْكًا جھکنا۔ڈھلنا۔زیر مطالعہ آیت۔۷۸۔

غ س ق

(ض) غَسَقًا تاریک ہونا۔اندھیرا ہونا۔زیر مطالعہ آیت۔78۔

غَاسِقٌ اسم الفاعل ہے۔تاریک ہونے والا۔﴿ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳﴾ (113/الفلق:3) ''اور تاریک ہونے والے کے شر سے جب وہ گہرا ہو۔''

(س) غَسَقَانًا آنکھ میں آنسو ڈبڈبانا۔زخم میں پیپ بھرنا۔

غَسَّاقٌ بار بار بھرنے والی یعنی بہنے والی پیپ۔﴿ وَّ لَا شَرَابًا ۝۲۴ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ۝۲۵﴾ (78/النبا:24،25)''اور نہ ہی پینے کی کوئی چیز سوائے گرم پانی کے اور پیپ کے۔''

ھ ج د

(ن) هُجُوْدًا (۱) نیند میں سونا۔(۲) نیند سے جاگنا۔

(تفعّل) تَهَجُّدًا (۱) بتکلف سونا۔(۲) بتکلف جاگنا۔بیدار رہنا۔زیر مطالعہ۔آیت۔۷۹۔

1213

ش	ک	ل

(ن) **شَکْلًا** — شکل و صورت میں مشابہت ہونا۔ ملتا جلتا ہونا۔ ﴿وَّ اٰخَرُ مِنْ شَکْلِہٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿ؕ۵۸﴾﴾ (38/ص:58) ''اور دوسرے اس کے ملتے جلتے سے کچھ جوڑے۔''

شَاکِلَۃٌ — اسم الفاعل شَاکِلٌ کا مؤنث ہے۔ مشابہ ہونے والی۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں آدمی کی طبیعت و مزاج کیونکہ اس کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔۸۴۔

ترکیب

(آیت۔۷۸) قُرْاٰنَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ اَقِمِ پر عطف ہے۔ (آیت۔۷۹) فَتَھَجَّدْبِہٖ میں ہٖ کی ضمیر قرآن کے لئے ہے۔ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔۸۰) مادہ ''د خ ل'' سے باب افعال میں اِدْخَالًا کے علاوہ ایک مصدر مُدْخَلًا بھی آتا ہے۔ جب کہ باب افعال میں اس کا اسم المفعول بھی مُدْخَلٌ ہے جو کہ ظرف کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے مُدْخَلَ صِدْقٍ کے دونوں طرح کے ترجمے درست ہوں گے۔ ہم مصدر کے لحاظ سے ترجمہ کو ترجیح دیں گے۔ اسی طرح مُخْرَجَ صِدْقٍ کا ترجمہ بھی مصدر کے لحاظ سے کریں گے۔ (آیت۔۸۲) وَلَا یَزِیْدُ میں شامل ھُوَ کی ضمیر فاعلی القرآن کے لئے ہے۔

ترجمہ

اَقِمِ	الصَّلٰوۃَ	لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ	اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ	وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ
آپؐ قائم کریں	نماز کو	سورج کے ڈھلنے سے	رات کے تاریک ہونے تک	اور فجر کے قرآن کو (قائم کریں)

اِنَّ	قُرْاٰنَ الْفَجْرِ	کَانَ	مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾	وَمِنَ الَّیْلِ	فَتَهَجَّدْ
بیشک	فجر کا قرآن	ہے	حاضر کیا گیا	اور رات میں سے	پھر آپؐ بیدار رہیں

بِهٖ	نَافِلَةً	لَّكَ ۖ	عَسٰٓی	اَنْ	یَّبْعَثَكَ
اس (قرآن) کے ساتھ	اضافی ہوتے ہوئے	آپؐ کے لئے	ہوسکتا ہے	کہ	پہنچائے آپؐ کو

رَبُّكَ	مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾	وَقُلْ	رَّبِّ	اَدْخِلْنِیْ	مُدْخَلَ صِدْقٍ
آپؐ کا رب	مقام محمود تک	اور آپؐ کہیے	اے میرے رب	تو داخل کر مجھ کو	سچائی کا داخل کرنا
وَّ اَخْرِجْنِیْ	مُخْرَجَ صِدْقٍ	وَّاجْعَلْ	لِّیْ	مِنْ لَّدُنْكَ	سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾
اور تو نکال مجھ کو	سچائی کا نکالنا	اور تو بنا	میرے لئے	اپنے پاس سے	ایک مددگار قوت

وَقُلْ	جَآءَ	الْحَقُّ	وَزَهَقَ	الْبَاطِلُ ؕ	اِنَّ	الْبَاطِلَ	كَانَ	زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾
اور آپؐ کہیے	آیا	حق	اور مٹ گیا	باطل	بیشک	باطل	ہے	مٹنے والا

وَنُنَزِّلُ	مِنَ الْقُرْاٰنِ	مَا	هُوَ	شِفَآءٌ	وَّرَحْمَةٌ	لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ
اور ہم اتارتے ہیں	قرآن میں سے	اس کو	جو	شفا ہے	اور رحمت ہے	ایمان لانے والوں کے لئے

وَلَا يَزِيْدُ	الظّٰلِمِيْنَ	اِلَّا	خَسَارًا ﴿٨٢﴾	1213 وَاِذَآ
اور وہ (یعنی قرآن) زیادہ نہیں کرتا	ظالموں کو	مگر	بلحاظ خسارے کے	اور جب بھی

اَنْعَمْنَا	عَلَى الْاِنْسَانِ	اَعْرَضَ	وَنَاٰ	بِجَانِبِهٖ ۚ
ہم نعمت نچھاور کرتے ہیں	انسان پر	تو وہ منہ پھیر لیتا ہے	اور موڑ لیتا ہے	اپنے پہلو کو

وَاِذَا	مَسَّهُ	الشَّرُّ	كَانَ	يَـُٔوْسًا ﴿٨٣﴾	قُلْ
اور جب بھی	چھوتی ہے اس کو	برائی	تو وہ ہوتا ہے	انتہائی مایوس	آپؐ کہیے

كُلٌّ	يَّعْمَلُ	عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ	فَرَبُّكُمْ	اَعْلَمُ
ہر شخص	کام کرتا ہے	اپنے اپنے (طریقے) پر	تو تم لوگوں کا رب	خوب جاننے والا ہے

بِمَنْ	هُوَ	اَهْدٰى	سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾ ع
اس کو	جو	زیادہ ہدایت پر ہے	بلحاظ راستے کے

نوٹ۔1

آیت۔۷۸ میں مجملاً یہ بتادیا گیا کہ پنج وقتہ نماز، جو معراج کے موقع پر فرض کی گئی تھی، اس کے اوقات کی تنظیم کس طرح کی جائے۔ حکم ہوا کہ ایک نماز تو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائے اور باقی چار نمازیں زوال آفتاب کے بعد سے ظلمت شب تک پڑھی جائیں۔ پھر اس حکم کی تشریح کے لئے جبریلؑ بھیجے گئے جنھوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی۔ پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ تھا۔ پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ پھر مغرب کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھادی اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے۔ دوسرے دن انہوں نے ظہر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز اس وقت جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہوگیا اور مغرب کی نماز اس وقت جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے پر اور فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر۔ پھر جبریلؑ نے پلٹ کر مجھ سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہی اوقات انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75تا89)

ترجمہ	

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الرُّوْحِ ۭ	قُلِ	الرُّوْحُ	مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	روح کے بارے میں	آپؐ کہیے	روح	میرے رب کے حکم سے ہے

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ	مِّنَ الْعِلْمِ	اِلَّا	قَلِيْلًا ۝٨٥	وَلَئِنْ	1213 شِئْنَا
اور تم لوگوں کو نہیں دیا گیا	علم میں سے	مگر	تھوڑا سا	اور بیشک اگر	ہم چاہتے

لَنَذْهَبَنَّ	بِالَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ	لَكَ
تو ہم لازماً لے جاتے	اس کو جو	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	پھر	آپؐ نہ پاتے	اپنے لئے

بِهٖ	عَلَيْنَا	وَكِيْلًا ۝٨٦	اِلَّا	رَحْمَةً	مِّنْ رَّبِّكَ
اس کے لیے	ہمارے خلاف	کوئی کارساز	سوائے	اس رحمت کے جو	آپؐ کے رب (کی طرف) سے ہو

اِنَّ	فَضْلَهٗ	كَانَ	عَلَيْكَ	كَبِيْرًا ۝٨٧	قُلْ	لَّئِنِ	اجْتَمَعَتِ
بیشک	اس کا فضل	ہے	آپؐ پر	بڑا	آپؐ کہیے	بیشک اگر	اکٹھا ہو جائیں

الْاِنْسُ	وَالْجِنُّ	عَلٰٓي اَنْ	يَّاْتُوْا	بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لَا يَاْتُوْنَ
تمام انسان	اور تمام جن	اس پر کہ	وہ لوگ لائیں	اس قرآن کے مانند	تو وہ نہ لا سکیں گے

بِمِثْلِهٖ	وَلَوْ	كَانَ	بَعْضُهُمْ	لِبَعْضٍ	ظَهِيْرًا ۝٨٨	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا
اس کے جیسا	اگرچہ	ہوں	ان کے بعض	بعض کے لئے	مددگار	اور بیشک طرح طرح سے بیان کیا ہے، ہم نے

لِلنَّاسِ	فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	فَاَبٰٓى	اَكْثَرُ النَّاسِ	اِلَّا	كُفُوْرًا ۝٨٩
لوگوں کے لئے	اس قرآن میں	ہر ایک مثال سے	تو انکار کیا	لوگوں کی اکثریت نے	سوائے	ناشکری کرنے کے

نوٹ۔1

روح کے متعلق جتنی بات کا بتانا ضروری تھا اور جو لوگوں کی سمجھ میں آنے کے قابل ہے صرف وہ بتادی گئی اور روح کی مکمل حقیقت جس کا سوال تھا اس کو اس لئے نہیں بتایا کہ وہ لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے اور ان کی کوئی ضرورت اس کے سمجھنے پر موقوف نہیں تھی۔ اس علم کے ساتھ ان کا کوئی دینی یا دنیوی کام اٹکا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے سوال کا یہ حصہ فضول اور لایعنی قرار دے کر اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ پھر اگلی آیت میں یہ بھی بتادیا گیا کہ انسان کو جس قدر بھی علم ملا ہے وہ اس کی ذاتی جاگیر نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو اس کو بھی سلب کر سکتا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ موجودہ علم پر اللہ کا شکر ادا کرے اور فضول و لایعنی تحقیقات میں وقت ضائع نہ کرے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (90 تا 95)

ن ب ع

(ن-س) نَبْعًا : پانی کا تھوڑا تھوڑا نکلنا۔ چشمہ جاری ہونا۔

يَنْبُوْعٌ : ج يَنَابِيْعُ اسم ذات ہے۔ چشمہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۰۔ ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ﴾ (39/ الزمر:21) ''کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے کچھ پانی پھر اس نے چلایا اس کو چشمے ہوتے ہوئے زمین میں۔''

ک	س	ف

1213

(ض) — کَسْفًا — (۱) کپڑے کاٹنا۔(۲) اللہ تعالیٰ کا چاند یا سورج کو گرہن لگانا۔

کِسْفٌ — ج کِسَفٌ ۔کسی چیز کا ٹکڑا۔﴿ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا ﴾(52/الطور:44) ’’اور وہ لوگ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا‘‘ زیر مطالعہ آیت۔92۔

ر	ق	ی

(س) — رُقِيًّا — کسی چیز پر چڑھنا۔زیر مطالعہ آیت۔93۔

تَرْقُوَةٌ — ج۔تَرَاقِیْ ۔ہنسلی کی ہڈی (کیونکہ سانس پھول کر ہنسلی تک چڑھتی ہے)﴿ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۙ﴿۲۶﴾ ﴾ (75/القیمۃ:26)’’ہرگز نہیں! جب وہ یعنی جان پہنچے گی ہنسلیوں تک۔‘‘

(ض) — رَقْيًا — نفع یا نقصان چڑھانے یعنی پہنچانے کے لئے جھاڑ پھونک کرنا۔

رَاقٍ — جھاڑ پھونک کرنے والا۔﴿ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ ﴾ (75/القیمۃ:27)’’اور کہا جائے گا کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا‘‘

(افتعال) — اِرْتِقَاءً — اہتمام سے چڑھنا۔﴿ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ﴿۱۰﴾ ﴾ (38/صٓ:10)’’تو انہیں چاہئے کہ وہ چڑھیں رسیوں میں۔‘‘

ترجمہ

وَقَالُوْا	لَنْ نُّؤْمِنَ	لَكَ	حَتّٰى	تَفْجُرَ	لَنَا
اورانہوں نے کہا	ہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپؐ کی بات	یہاں تک کہ	آپؐ پھاڑ کر بہادیں	ہمارے لئے

مِنَ الْاَرْضِ	يَنْۢبُوْعًا ۙ﴿۹۰﴾	اَوْ	تَكُوْنَ	لَكَ	جَنَّةٌ	مِّنْ نَّخِيْلٍ
زمین سے	ایک چشمہ	یا	(یہاں تک کہ) ہو	آپؐ کے لئے	ایک باغ	کھجوروں میں سے

وَّعِنَبٍ	فَتُفَجِّرَ	الْاَنْهٰرَ	خِلٰلَهَا	تَفْجِيْرًا ۙ﴿۹۱﴾
اورانگور میں سے	پھر (یہاں تک کہ) آپؐ جاری کریں	نہریں	ان کے درمیان سے	جیسے جاری کرتے ہیں

اَوْ	تُسْقِطَ	السَّمَآءَ	كَمَا	زَعَمْتَ	عَلَيْنَا	كِسَفًا
یا	(یہاں تک کہ) آپؐ گرائیں	آسمان کو	جیسا کہ	آپؐ نے جتایا	ہم پر	ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے

اَوْ	تَاْتِيَ	بِاللّٰهِ	وَالْمَلٰٓئِكَةِ	قَبِيْلًا ۙ﴿۹۲﴾	اَوْ	يَكُوْنَ
یا	(یہاں تک کہ) آپؐ لائیں	اللہ کو	اورفرشتوں کو	ایک جماعت ہوتے ہوئے	یا	(یہاں تک کہ) ہو

لَكَ	بَيْتٌ	مِّنْ زُخْرُفٍ	اَوْ	تَرْقٰى	فِي السَّمَآءِ ۭ
آپؐ کے لئے	ایک گھر	سونے میں سے	یا	(یہاں تک کہ) آپؐ چڑھیں	آسمان میں

وَلَنْ نُّؤْمِنَ	لِرُقِيِّكَ	حَتّٰى	تُنَزِّلَ	عَلَيْنَا	كِتٰبًا
اورہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپؐ کے چڑھنے کو	یہاں تک کہ	آپؐ اتاریں	ہم پر	ایک ایسی کتاب

نَّقْرَؤُهٗ ۭ	قُلْ	سُبْحَانَ	رَبِّيْ	هَلْ كُنْتُ	اِلَّا
ہم پڑھیں جس کو	آپؐ کہہ دیجئے	پاکیزگی	میرے رب کی ہے	میں کیا ہوں	سوائے اس کے کہ

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾	وَمَا مَنَعَ	النَّاسَ	اَنْ	يُّؤْمِنُوْٓا	اِذْ	جَآءَ 1213
ایک رسول بشر	اور نہیں روکا	لوگوں کو	کہ	وہ ایمان لائیں	جب	آئی

هُمُ	الْهُدٰٓى	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْٓا	اَ	بَعَثَ	اللّٰهُ	بَشَرًا
ان کے پاس	ہدایت	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	کیا	بھیجا	اللہ نے	ایک بشر کو

رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾	قُلْ	لَّوْ	كَانَ	فِي الْاَرْضِ	مَلٰٓئِكَةٌ	يَّمْشُوْنَ
بطور رسول کے	آپ کہیے	اگر	ہوتے	زمین میں	فرشتے	چلتے ہوئے

مُطْمَئِنِّيْنَ	لَنَزَّلْنَا	عَلَيْهِمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَلَكًا	رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾
مطمئن ہونے والے	تو ہم ضرور اتارتے	ان پر	آسمان سے	ایک فرشتہ	بطور رسول کے

نوٹ۔1

خالفین کے مطالبات کا جو جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمایا وہ قابل نظر اور مصلحین امت کے لئے ہمیشہ یاد رکھنے اور لائحہ عمل بنانے کی چیز ہے۔ ان کے مطالبات کے جواب میں نہ تو ان کی بے وقوفی اور مخالفانہ شرارت کا اظہار کیا گیا اور نہ ہی ان پر کوئی فقرہ کسا گیا بلکہ نہایت سادہ الفاظ میں اصل حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص اللہ کا رسول ہو کر آئے وہ سارے خدائی اختیارات کا مالک ہو۔ یہ خیال غلط ہے۔ رسول کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے معجزات بھی بھیجتا ہے مگر وہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے ہوتا ہے۔ رسول کو خدائی اختیارات نہیں ملتے۔ وہ ایک انسان ہوتا ہے اور انسانی قوت و قدرت سے باہر نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی امداد کے لئے اپنی قوت قاہرہ کو ظاہر فرما دے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

ہر زمانے میں لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ کھاتا پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے، گوشت پوست کا بنا ہوا ہے، فیصلہ کر دیا کہ یہ پیغمبر نہیں ہو سکتا کیونکہ بشر ہے اور جب وہ گزر گیا تو کچھ مدت کے بعد اس کے عقیدت مندوں میں ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہو گئے جو کہنے لگے کہ وہ بشر نہیں تھا کیونکہ وہ پیغمبر تھا۔ چنانچہ کسی نے اس کو خدا بنایا کسی نے اسے خدا کا بیٹا کہا اور کسی نے کہا کہ خدا اس میں حلول کر گیا تھا۔ غرض یہ کہ بشریت اور پیغمبری کا ایک ذات میں جمع ہونا ہمیشہ ایک معمہ ہی بنا رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (96 تا 100)

ترکیب

(آیت۔۹۷) وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ میں مَنْ شرطیہ ہے۔ اس لئے مضارع يَهْدِيْ مجزوم ہوا تو اس کی 'ی' گر گئی اور یہ قاعدہ کے مطابق يَهْدِ استعمال ہوا۔ لیکن فَهُوَ الْمُهْتَدِ میں لفظ اَلْمُهْتَدِيْ اسم الفاعل ہے اور یہاں 'ی' گرانے کا کوئی عامل نہیں ہے بلکہ یہ هُوَ کی خبر ہے۔ اس لئے یہ اَلْمُهْتَدِيْ ہی ہے۔ اس جگہ پر اس کی 'ی' کو گرا کر لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

ترجمہ

قُلْ	كَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًۢا	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ ؕ	اِنَّهٗ
آپ کہیے	کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	یقیناً وہ

كَانَ	بِعِبَادِهٖ	خَبِيْرًا	بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾	وَمَنْ	1213 يَّهْدِ
ہے	اپنے بندوں سے	باخبر رہنے والا	دیکھنے والا	اور جس کو	ہدایت دیتا ہے

اللّٰهُ	فَهُوَ	الْمُهْتَدِ ج	وَمَنْ	يُّضْلِلْ	فَلَنْ تَجِدَ
اللہ	تو وہی	ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	تو آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے

لَهُمْ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِهٖ ط	وَنَحْشُرُهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
ان کے لئے	کوئی کارساز	اس کے علاوہ	اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	قیامت کے دن

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ	عُمْيًا	وَّبُكْمًا	وَّصُمًّا ط
ان کے چہروں پر (یعنی منہ کے بل)	اندھے ہوتے ہوئے	اور گونگے ہوتے ہوئے	اور بہرے ہوتے ہوئے

مَاْوٰىهُمْ	جَهَنَّمُ ط	كُلَّمَا	خَبَتْ	زِدْنٰهُمْ	سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾
ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے	جب کبھی	وہ ٹھنڈی ہوگی	ہم زیادہ کریں گے ان کو	بھڑکتی آگ کے لحاظ سے

ذٰلِكَ	جَزَآؤُهُمْ	بِاَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَقَالُوْٓا	ءَ	اِذَا
یہ	بدلہ ہے ان کا	اس سبب سے کہ انہوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	اور کہا	کیا	جب

كُنَّا	عِظَامًا	وَّرُفَاتًا	ءَ	اِنَّا	لَمَبْعُوْثُوْنَ
ہم ہو جائیں گے	ہڈیاں	اور چورا	تو کیا	ہم لوگ	ضرور اٹھائے جانے والے ہوں گے

خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾	اَوَ	لَمْ يَرَوْا	اَنَّ	اللّٰهَ	الَّذِيْ	خَلَقَ
ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے	اور کیا	انہوں نے دیکھا ہی نہیں	کہ	اللہ	جس نے	پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	قَادِرٌ	عَلٰٓى اَنْ	يَّخْلُقَ	مِثْلَهُمْ
آسمانوں کو	اور زمین کو	قدرت رکھنے والا ہے	اس پر کہ	وہ پیدا کرے	ان کے جیسے

وَجَعَلَ	لَهُمْ	اَجَلًا	لَّا رَيْبَ	فِيْهِ ط	فَاَبٰى
اور بنائے (یعنی مقرر کرے)	ان کے لئے	ایک مدت	کوئی بھی شک نہ ہو	جس میں	تو (کچھ) نہ مانا

الظّٰلِمُوْنَ	اِلَّا	كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾	قُلْ	لَّوْ	اَنْتُمْ	تَمْلِكُوْنَ
ظلم کرنے والوں نے	سوائے	انکار کے	آپؐ کہیے	اگر	تم لوگ	مالک ہوتے

خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ	اِذًا	لَّاَمْسَكْتُمْ	خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ط
میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے	تب تو	تم لوگ ضرور روک کر رکھتے	خرچ کرنے کے خوف سے

وَكَانَ	الْاِنْسَانُ	قَتُوْرًا ﴿١٠٠﴾ ع
اور ہے	انسان	بہت کنجوسی کرنے والا

آیت نمبر (101 تا 104)

1213

ث ب ر

(ن) ثُبُوْرًا غارت ہونا۔ ہلاک ہونا۔ (لازم)۔ ﴿ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ ﴾ (25/الفرقان:14) ''تم لوگ مت مانگو آج کے دن ایک مرتبہ ہلاک ہونے کو اور تم لوگ مانگو کئی مرتبہ ہلاک ہونے کو۔''

ثَبْرًا غارت کرنا۔ ہلاک کرنا۔ (متعدی)

مَثْبُوْرٌ اسم المفعول ہے۔ غارت کیا ہوا۔ ہلاک کیا ہوا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔ ۱۰۲۔

ل ف ف

(ن) لَفًّا ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا۔ جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

لِفٌّ ج اَلْفَافٌ۔ جمع کی ہوئی چیز۔ ﴿ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ ﴾ (78/النبا:15،16) ''تاکہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور اکٹھا کئے ہوئے یعنی گھنے باغات۔''

لَفِيْفٌ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ اکٹھا کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۰۴۔

(افتعال) اِلْتِفَافًا جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ ﴿ وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ ﴾ (75/القیمۃ:29) ''اور جب لپٹ جائے گی پنڈلی پنڈلی سے۔''

ترجمہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسٰى	تِسْعَ	اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ	فَسْئَلْ
اور بیشک ہم نے دی تھیں	موسیٰؑ کو	نو	واضح نشانیاں	تو آپؐ پوچھیں

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اِذْ	جَآءَ	هُمْ	فَقَالَ	لَهٗ	فِرْعَوْنُ	اِنِّيْ
بنی اسرائیل سے	جب	وہ آئے	ان کے پاس	تو کہا	انؑ سے	فرعون نے	بیشک میں

لَاَظُنُّكَ	يٰمُوْسٰى	مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾	قَالَ	لَقَدْ عَلِمْتَ
گمان کرتا ہوں آپؐ کو	اے موسیٰؑ	جادو کیا ہوا	انہوںؑ نے کہا	بیشک تو جان چکا ہے

مَآ اَنْزَلَ	هٰٓؤُلَآءِ	اِلَّا	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	بَصَآئِرَ ۚ
نہیں اتارا	ان سب کو	مگر	زمین اور آسمانوں کے رب نے	نشانِ عبرت ہوتے ہوئے

وَاِنِّيْ	لَاَظُنُّكَ	يٰفِرْعَوْنُ	مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾	فَاَرَادَ
اور بیشک میں	گمان کرتا ہوں تجھ کو	اے فرعون	غارت کیا ہوا	پھر اس (فرعون) نے ارادہ کیا

اَنۡ	يَّسۡتَفِزَّ	هُمۡ	مِّنَ الۡاَرۡضِ	فَاَغۡرَقۡنٰهُ	وَمَنۡ	1213 مَّعَهٗ
کہ	وہ اکھاڑ دے	ان لوگوں کو	زمین (ملک) سے	تو ہم نے غرق کیا اس کو	اور ان کو جو	اس کے ساتھ تھے

جَمِيۡعًا ۙ۝۱۰۳	وَّقُلۡنَا	مِنۡۢ بَعۡدِهٖ	لِبَنِىۡۤ اِسۡرٰٓءِيۡلَ	اسۡكُنُوا
سب کے سب کو	اور ہم نے کہا	اس کے بعد	بنی اسرائیل سے	تم لوگ سکونت اختیار کرو

الۡاَرۡضَ	فَاِذَا	جَآءَ	وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ	جِئۡنَا بِكُمۡ	لَفِيۡفًا ۝۱۰۴
اس سرزمین میں	پھر جب	آئے گا	آخرت کا وعدہ	تو ہم لے آئیں گے تم لوگوں کو	سمیٹنے والا ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

منکرین حدیث نے احادیث پر جو اعراضات کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ حدیث کی رو سے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، حالانکہ قرآن کی رو سے آپؐ پر یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپؐ ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح روایانِ حدیث نے قرآن کی تکذیب اور کفار مکہ کی تصدیق کی ہے، لیکن دیکھئے کہ یہاں قرآن کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی فرعون کا یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپ علیہ السلام ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ اور پھر قرآن خود ہی سورۃ طٰہٰ کی آیت ۔٦٦۔٦٧ میں کہتا ہے کہ جادو کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو ایسے لگا کہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں اور انہوں نے اپنے جی میں خوف محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت جادو سے متاثر ہو گئے تھے۔ کیا اس کے متعلق بھی منکرین حدیث یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ یہاں (یعنی زیر مطالعہ آیت۔١٠١ میں) قرآن نے خود اپنی تکذیب اور فرعون کے جھوٹے الزام کی تصدیق کی ہے۔

دراصل اس طرح کے اعتراضات کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کفار مکہ اور فرعون کس معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسحور کہتے تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ کسی دشمن نے جادو کر کے ان کو دیوانہ بنا دیا ہے جس کے زیر اثر یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ایک نرالا پیغام سناتے ہیں۔ قرآن ان کے اسی الزام کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ رہا وقتی طور پر کسی شخص کا جادو سے متاثر ہو جانا، تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو پتھر مارنے سے چوٹ لگ جائے۔ اس چیز کا نہ قرآن نے الزام لگایا نہ قرآن نے اس کی تردید کی اور نہ اس طرح کے کسی وقتی تاثر سے نبی کے منصب پر کوئی حرف آتا ہے۔ نبی پر اگر زہر کا اثر ہو سکتا ہے، نبی اگر زخمی ہو سکتا ہے تو اس پر جادو کا اثر بھی ہو سکتا تھا۔ اس سے منصب نبوت پر حرف آنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ منصب نبوت میں اگر قادح ہو سکتی ہے تو یہ بات کہ نبی کے قوائے عقلی و ذہنی جادو سے مغلوب ہو جائیں، یہاں تک کہ اس کا کام اور کلام سب جادو کے زیر اثر ہونے لگے۔ مخالفین حق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی الزام لگاتے تھے اور اس کی تردید قرآن نے کی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (105 تا 111)

ذ ق ن

(ن) ذَقَنَا ٹھوڑی پر مارنا۔

ذَقَنٌ ج۔ اَذۡقَانٌ۔ ٹھوڑی۔ زیر مطالعہ آیت۔١٠٧

1213

خ	ف	ت

(ن) خُفُوْتًا — آواز کا پست ہونا۔

(مفاعلہ) مُخَافَتَۃً — آواز کو پوشیدہ رکھنا۔ پست کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۱۰۔

(تفاعل) تَخَافُتًا — ایک دوسرے سے پست آواز میں بات کرنا۔ سرگوشی کرنا۔ ﴿ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَھُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:103) ''وہ لوگ سرگوشی کریں گے آپس میں کہ تم لوگ نہیں ٹھہرے مگر دس دن۔''

ترکیب

(آیت۔۱۰۶) قُرْاٰنًا سے پہلے اَنْزَلْنَا محذوف ہے جس کا مفعول ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ (آیت ۱۱۰)۔ اسماء استفہام میں سے اَیًّا یہاں تَدْعُوا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں اَیًّا آیا ہے اس کے آگے مَا اسے مزید غیر معین کرنے کے لئے آیا ہے۔ (دیکھیں ۲/۲۶، نوٹ۔۱)

ترجمہ

وَبِالْحَقِّ	اَنْزَلْنٰهُ	وَبِالْحَقِّ	نَزَلَ ؕ	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
اور حق کے ساتھ	ہم نے اتارا اس (قرآن) کو	اور حق کے ساتھ	وہ اترا	اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو

اِلَّا مُبَشِّرًا	وَّنَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾	وَقُرْاٰنًا
مگر بشارت دینے والا ہوتے ہوئے	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور (ہم نے اتارا) قرآن کو

فَرَقْنٰهُ	لِتَقْرَاَهٗ	عَلَى النَّاسِ	عَلٰی مُكْثٍ
(پھر) ہم نے جدا جدا کیا اس کو	تا کہ آپؐ پڑھیں اس کو	لوگوں پر	ٹھہر ٹھہر کر

وَّنَزَّلْنٰهُ	تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾	قُلْ	اٰمِنُوْا	بِهٖٓ
اور ہم نے بتدریج اتارا اس کو	جیسا بتدریج اتارنے کا حق ہے	آپؐ کہیے	تم لوگ ایمان لاؤ	اس پر

اَوْ	لَا تُؤْمِنُوْا ؕ	اِنَّ	الَّذِیْنَ	اُوْتُوا	الْعِلْمَ
یا	تم لوگ ایمان مت لاؤ (کوئی پروہ نہیں ہے)	بیشک	وہ لوگ جن کو	دیا گیا	علم

مِنْ قَبْلِهٖٓ	اِذَا	یُتْلٰی	عَلَیْهِمْ	یَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ
اس سے پہلے	جب	پڑھا جاتا ہے	ان پر (یہ قرآن)	تو وہ لوگ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں پر

سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ لا	وَّیَقُوْلُوْنَ	سُبْحٰنَ رَبِّنَآ	اِنْ	كَانَ
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	پاکیزگی ہمارے رب کی ہے	بیشک	ہے

وَعْدُ رَبِّنَا	لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾	وَیَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ	یَبْكُوْنَ
ہمارے رب کا وعدہ	لازماً پورا کیا جانے والا	اور وہ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں پر	روتے ہوئے

وَیَزِیْدُهُمْ	خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدۃ	قُلِ	ادْعُوا	اللّٰهَ
اور وہ زیادہ کرتا ہے ان کو	بلحاظ خشوع کے	آپؐ کہیے	تم لوگ پکارو	اللہ کو

اَوِ	ادْعُوا	الرَّحْمٰنَ ؕ	اَيًّا مَّا	تَدْعُوْا	1213 فَلَهُ
یا	تم لوگ پکارو	رحمن کو	کوئی سا بھی (نام)	تم لوگ پکارو	تو اس کے لئے ہی ہیں

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ	وَلَا تَجْهَرْ	بِصَلَاتِكَ	وَلَا تُخَافِتْ
سارے خوبصورت نام	اور آواز نمایاں مت کرو	اپنی نماز میں	اور آواز پوشیدہ مت رکھو

بِهَا	وَابْتَغِ	بَيْنَ ذٰلِكَ	سَبِيْلًا ۝١١٠	وَقُلِ	الْحَمْدُ
اس میں	اور تلاش کرو	اس کے درمیان	ایک راستہ	اور آپ کہیے	کل حمد
لِلّٰهِ الَّذِيْ	لَمْ يَتَّخِذْ	وَلَدًا	وَّلَمْ يَكُنْ	لَّهٗ	شَرِيْكٌ
اس اللہ کے لئے ہے جس نے	بنائی ہی نہیں	کوئی اولاد	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی شریک

فِي الْمُلْكِ	وَلَمْ يَكُنْ	لَّهٗ	وَلِيٌّ	مِّنَ الذُّلِّ
بادشاہت میں	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی کارساز	کمزوری (کے سبب) سے

وَكَبِّرْهُ	تَكْبِيْرًا ۝١١١
اور بڑائی تسلیم کراؤ اس کی	جیسا بڑائی تسلیم کرانے کا حق ہے

نوٹ۔1

آیت۔۱۱۰ میں نماز کے اندر تلاوت کرنے کا یہ ادب بتایا گیا ہے کہ نہ بہت بلند آواز سے ہو نہ بہت آہستہ جس کو مقتدی نہ سن سکیں۔ یہ حکم ظاہر ہے کہ جہری نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ظہر اور عصر کی نمازوں میں تو بالکل اخفاء ہونا سنت متواترہ سے ثابت ہے۔ جہری نماز میں مغرب،عشاء اور فجر کے فرض داخل ہیں اور نماز تہجد بھی۔(معارف القرآن)

(۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۲ اپریل ۲۰۰۶ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الکھف (18)

آیت نمبر (1 تا 8)

ب خ ع

(ف) بَخْعًا — غم وغصّہ سے خود کو ہلاکت تک پہنچانا۔

بَاخِعٌ — اسم الفاعل ہے۔ ہلاکت تک پہنچانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔۶

ج ر ز

(س) جَرْزًا — زمین کا بنجر ہونا۔

جُرُزٌ — بنجر زمین۔ چٹیل میدان۔ زیر مطالعہ آیت۔۸

ترکیب

1213

(آیت۔۲) گزشتہ آیت میں اَلْکِتٰبَ کا حال ہونے کی وجہ سے قَیِّمًا حالت نصب میں ہے۔ بَأْسًا شَدِیْدًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ یُبَشِّرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ لِیُنْذِرَ کے لام کی پر عطف ہے۔ (آیت۔۳) فِیْہِ کی ضمیر اَجْرًا حَسَنًا کے لئے ہے۔ (آیت۔۴) ۔آیت۔۲ میں لِیُنْذِرَ کے لام کی پر عطف ہونے کی وجہ سے وَیُنْذِرَ حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت۔۵) تُخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ سے پہلے ما محذوف ہے اور یہ کَبُرَتْ کا فاعل ہے اور کَلِمَةً اس کی تمیز ہے۔

ترجمہ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ الَّذِیْٓ	اَنْزَلَ	عَلٰی عَبْدِہِ	الْکِتٰبَ	وَلَمْ یَجْعَلْ
تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	اتارا	اپنے بندے پر	اس کتاب کو	اور اس نے نہیں بنائی

لَّهٗ	عِوَجًا ۜ ①	قَیِّمًا	لِّیُنْذِرَ	بَاْسًا شَدِیْدًا
اس کے لئے	کوئی کجی	سیدھی (کتاب) ہوتے ہوئے	تاکہ وہ خبردار کرے (لوگوں کو)	ایک ایسی شدید سختی سے جو

مِّنْ لَّدُنْهُ	وَیُبَشِّرَ	الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ
اس (اللہ) کے پاس سے ہوگی	اور تاکہ وہ بشارت دے	ان ایمان لانے والوں کو جو	عمل کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا حَسَنًا ۙ ②	مَّاکِثِیْنَ	فِیْهِ	اَبَدًا ۙ ③
نیکیوں کے	کہ	ان کے لئے	ایک خوبصورت اجر ہے	ٹھہرنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	ہمیشہ

وَّیُنْذِرَ	الَّذِیْنَ	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا ۗ ④	مَا لَهُمْ
اور تاکہ وہ خبردار کریں	ان کو جنہوں نے	کہا	بنایا	اللہ نے	ایک بیٹا	نہیں ہے ان کے لئے

بِهٖ	مِنْ عِلْمٍ	وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ	کَبُرَتْ	کَلِمَةً
جس کا	کوئی بھی علم	اور نہ ہی ان کے آباؤ اجداد کے لئے	بھاری ہوئی	بلحاظ بات کے

تَخْرُجُ	مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ	اِنْ یَّقُوْلُوْنَ	اِلَّا	کَذِبًا ⑤	فَلَعَلَّكَ
(وہ جو) نکلتی ہے	ان کے مونہوں سے	وہ لوگ نہیں کہتے	مگر	ایک جھوٹ	تو شاید کہ آپ

بَاخِعٌ	نَّفْسَكَ	عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ	اِنْ	لَّمْ یُؤْمِنُوْا	بِهٰذَا الْحَدِیْثِ
ہلاکت تک پہنچانے والے ہیں	اپنے آپ کو	ان کے پیچھے	اگر	وہ لوگ ایمان نہ لائے	اس بات پر

اَسَفًا ⑥	اِنَّا	جَعَلْنَا	مَا	عَلَی الْاَرْضِ	زِیْنَةً	لَّهَا
افسوس کرتے ہوئے	بیشک	ہم نے بنایا	اس کو جو	زمین پر ہے	ایک زینت	اس (زمین) کے لئے

لِنَبْلُوَهُمْ	اَیُّهُمْ	اَحْسَنُ	عَمَلًا ⑦	وَاِنَّا	لَجٰعِلُوْنَ
تاکہ ہم آزمائیں ان کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ اچھا ہے	بلحاظ عمل کے	اور بیشک ہم	ضرور بنانے والے ہیں

مَا	عَلَیْهَا	صَعِیْدًا جُرُزًا ۭ ⑧
اس کو جو	اس (زمین) پر ہے	ایک بنجر میدان

1213

آیت نمبر (9 تا 12)

ک	ھ	ف

ثلاثی مجرد سے مفعل نہیں آتا۔

(تفعّل) تَکَہَّفًا: پہاڑ میں غار ہونا۔

کَہْفٌ: پہاڑ میں کھدا ہوا وسیع غار۔ زیرِ مطالعہ آیت۔9۔

ر	ق	م

(ن) رَقْمًا: جلی حروف میں لکھنا۔ نقش بنانا۔

مَرْقُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴾ (83/المطففین:9) ''وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔''

رَقِیْمٌ: فَعِیْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ نقش کی ہوئی یا الفاظ کندہ کی ہوئی لوح۔ زیرِ مطالعہ آیت۔9۔

ترجمہ

اَمْ	حَسِبْتَ	اَنَّ	اَصْحٰبَ الْکَہْفِ وَالرَّقِیْمِ	کَانُوْا	مِنْ اٰیٰتِنَا
کیا	آپؐ نے گمان کیا	کہ	غار اور لوح والے	تھے	ہماری نشانیوں میں سے

عَجَبًا ⑨	اِذْ	اَوَی	الْفِتْیَةُ	اِلَی الْکَہْفِ	فَقَالُوْا	رَبَّنَآ
کوئی عجیب چیز	جب	پناہ لی	نوجوانوں نے	غار کی طرف	پھر انہوں نے کہا	اے ہمارے رب

اٰتِنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	رَحْمَةً	وَّهَیِّئْ	لَنَا	مِنْ اَمْرِنَا
تو عطا کر ہم کو	اپنے پاس سے	ایک رحمت	اور تو اسباب پیدا کر دے	ہمارے لئے	ہمارے کام میں
رَشَدًا ⑩	فَضَرَبْنَا	عَلٰۤی اٰذَانِهِمْ	فِی الْکَہْفِ	سِنِیْنَ	عَدَدًا ⑪
نیک راہ کے	تو ہم نے تھپکی دی	ان کے کانوں پر	غار میں	کچھ برس	بلحاظ گنتی کے
ثُمَّ	بَعَثْنٰهُمْ	لِنَعْلَمَ	اَیُّ الْحِزْبَیْنِ	اَحْصٰی	لِمَا
پھر	ہم نے اٹھایا ان کو	تاکہ ہم جان لیں کہ	دو گروہوں کے کس نے	شمار پورا کیا	اس کا جو

لَبِثُوْٓا	اَمَدًا ⑫
وہ لوگ ٹھہرے	بلحاظ مدت کے

نوٹ۔1

زیرِ مطالعہ آیت۔9 میں لفظ رقیم سے کیا مراد ہے، اس میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ کچھ مفسرین بر روایت ابن عباسؓ اس کے معنی ایک لکھی ہوئی تختی کے قرار دیتے ہیں، جس پر بادشاہِ وقت نے اصحاب کہف کے نام کندہ کر کے غار کے دروازے پر لگا دیا تھا۔ اس وجہ سے اصحاب کہف کو اصحاب الرقیم بھی کہا جاتا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ رقیم اس پہاڑ کے نیچے کی وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف کا غار تھا۔ بعض نے خود اس پہاڑ کو رقیم کہا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ کے لفظی معنی کانوں کو بند کر دینے کے ہیں۔ غفلت کی نیند کو ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ نیند کے وقت سب سے پہلے آنکھ بند ہوتی ہے مگر کان اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور آواز سنائی دیتی ہے۔ پھر جب نیند غالب ہو جاتی ہے تو کان بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر بیداری میں سب سے پہلے کان اپنا کام شروع کرتے ہیں کہ آواز سے سونے والا چونکتا ہے پھر بیدار ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (13 تا 17)

ش ط ط

(ن) شَطَطًا: مقررہ حد سے آگے بڑھنا۔ حد سے گزرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۴۔

(افعال) اِشْطَاطًا: حق سے دور ہونا۔ زیادتی کرنا۔ ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ﴾ (38/ص:22) ''پس آپؐ فیصلہ کریں ہمارے درمیان حق کے ساتھ اور آپؐ زیادتی مت کریں۔''

ز و ر

(ن) زِيَارَةً: ملاقات کے لئے جانا۔ زیارت کرنا۔ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲﴾ (102/التکاثر:1،2) ''غافل کیا تم لوگوں کو ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنے کی کوشش نے یہاں تک کہ تم لوگوں نے ملاقات کی قبروں سے۔''

(س) زَوَرًا: ٹیڑھے سینے والا ہونا۔ کسی سیدھ سے ہٹا ہوا ہونا۔

زُوْرٌ: جھوٹ۔ باطل۔ (کیونکہ یہ سچ یا حق سے ہٹا ہوا ہوتا ہے) ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝۳۰﴾ (22/الحج:30) ''اور تم لوگ بچو جھوٹ کی بات سے۔''

(تفاعل) تَزَاوُرًا: (۱) ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانا۔ (۲) کسی سے بچ کر نکلنا۔ کنارہ کش ہونا (اس مفہوم کے لئے عن کا صلہ آتا ہے) زیر مطالعہ آیت۔ ۱۷۔

ف ج و

(ن) فَجْوًا: دروازہ کھولنا۔

فَجْوَةٌ: دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔ صحن۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۷۔

ترجمہ

نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	نَبَاَهُمْ	بِالْحَقِّ	اِنَّهُمْ	فِتْيَةٌ
ہم	بیان کرتے ہیں	آپؐ پر	ان کی خبر	حق کے ساتھ	بیشک وہ	کچھ ایسے نوجوان تھے جو

اٰمَنُوْا	بِرَبِّهِمْ	وَزِدْنٰهُمْ	هُدًى ۝۱۳	وَّرَبَطْنَا
ایمان لائے	اپنے رب پر	اور ہم نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ ہدایت کے	اور ہم نے مضبوط کیا

عَلٰی قُلُوْبِهِمْ	اِذْ	قَامُوْا	فَقَالُوْا	رَبُّنَا	1213 رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ان کے دلوں کو	جب	وہ کھڑے ہوئے	پھر انہوں نے کہا	ہمارا رب	زمین اور آسمانوں کا رب ہے
لَنْ نَّدْعُوَاۡ	مِنْ دُوْنِهٖۤ	اِلٰـهًا	لَّقَدْ قُلْنَاۤ	اِذًا	شَطَطًا ﴿۱۴﴾
ہم ہرگز نہیں پکاریں گے	اس کے علاوہ	کسی معبود کو	بیشک ہم کہہ چکے	تب تو	حد سے گزری ہوئی بات
هٰۤؤُلَاۤءِ	قَوْمُنَا	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖۤ	اٰلِهَةً ؕ	لَوْلَا
یہ	ہماری قوم ہے	انہوں نے بنائے	اس (اللہ) کے علاوہ	کچھ معبود	کیوں نہیں
يَاْتُوْنَ	عَلَيْهِمْ	بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ
وہ لوگ لاتے	ان (معبودوں) پر	کوئی واضح دلیل	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے
افْتَرٰی	عَلَی اللّٰهِ	كَذِبًا ﴿۱۵﴾	وَاِذِ	اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ	وَمَا
گھڑا	اللہ پر	جھوٹ	اور جب	تم لوگ کنارہ کش ہوگئے ان سے	اور اس سے جس کی

يَعْبُدُوْنَ	اِلَّا اللّٰهَ	فَاْوٗۤا	اِلَى الْكَهْفِ	يَنْشُرْ
وہ لوگ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے سوا	تو (اب) تم لوگ پناہ لو	غار کی طرف	پھیلا دے گا
لَكُمْ	رَبُّكُمْ	مِّنْ رَّحْمَتِهٖ	وَيُهَيِّئْ	لَكُمْ
تمہارے لئے	تمہارا رب	اپنی رحمت	اور وہ اسباب پیدا کرے گا	تمہارے لئے

مِّنْ اَمْرِكُمْ	مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾	وَتَرَى	الشَّمْسَ	اِذَا	طَلَعَتْ
تمہارے کام میں	سہارا دینے کا ذریعہ	اور تو دیکھے	سورج کو	جب	وہ طلوع ہوتا ہے

تَّزٰوَرُ	عَنْ كَهْفِهِمْ	ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَاِذَا	غَرَبَتْ
تو وہ بچ کر نکلتا ہے	ان کے غار سے	داہنی جانب	اور جب	وہ غروب ہوتا ہے
تَّقْرِضُهُمْ	ذَاتَ الشِّمَالِ	وَ	هُمْ	فِيْ فَجْوَةٍ
تو وہ کترا جاتا ہے	بائیں جانب	اس حال میں کہ	وہ لوگ	صحن میں ہیں

مِّنْهُ ؕ	ذٰلِكَ	مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ	مَنْ	يَّهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ
اس کے	یہ	اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	جس کو	ہدایت دی	اللہ نے	تو وہ

الْمُهْتَدِ ۚ	وَمَنْ	يُّضْلِلْ	فَلَنْ تَجِدَ	لَهٗ
ہی ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	اس نے گمراہ کیا	تو تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لئے

1213 وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿17﴾
کوئی راہ بتانے والا کارساز

نوٹ۔1

اس واقعہ سے بعض صوفی حضرات نے گوشہ نشینی اور ترک دنیا کو زندگی کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔اصحاب کہف نے غار میں پناہ اس وقت لی ہے جب وہ اپنے ماحول کی اصلاح کے لئے جان کی بازی کھیل کر اپنی قوم کے ہاتھوں سنگسار کر دیئے جانے کے مرحلہ تک پہنچ گئے ہیں۔یہ مرحلہ بعینہٖ وہی مرحلہ ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار ثور میں پناہ لینی پڑی۔ان لوگوں نے یہ غار نشینی رہبانیت کے لئے نہیں اختیار کی تھی بلکہ اعدائے حق کے شر سے اپنی جانیں بچانے کے لئے اختیار کی تھی۔(تدبر قرآن)

آیت نمبر (18 تا 20)

ی ق ظ

(س)	يَقَظًا	چوکنا ہونا۔جاگنا۔
	يَقِظٌ	ج۔ اَيْقَاظٌ۔صفت ہے۔چوکنا۔جاگا ہوا۔بیدار رہا ہوا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

ر ق د

(ن)	رَقْدًا	نیند میں سونا۔
	رَاقِدٌ	ج رُقُوْدٌ۔صفت ہے سویا ہوا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔
	مَرْقَدٌ	ظرف ہے۔سونے کی جگہ۔خوابگاہ۔﴿مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ﴾(36/ یٰسین:52)''کس نے اٹھایا ہمیں ہماری خوابگاہ سے۔''

و ص د

(ض)	وَصْدًا	ثابت رہنا۔قائم ہونا۔
	وَصِيْدٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت۔ ہمیشہ جمی رہنے یا قائم رہنے والی چیز پھر زیادہ تر مکان یا غار کی چوکھٹ کے لیے آتا ہے۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸
(افعال)	اِيْصَادًا	کسی چیز کو جمانا۔قائم رکھنا۔جیسے ہانڈی ڈھانکنا۔دروازہ بند کرنا۔
	مُؤْصَدٌ	اسم المفعول ہے۔ڈھانکا ہوا۔بند کیا ہوا۔اس کا مؤنث مُؤْصَدَةٌ ہے جس کی ایک قراءت مُوْصَدَةٌ بھی ہے (مفردات القرآن) ﴿عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿20﴾﴾(90/ البلد:20)''ان لوگوں پر ایک ڈھانکی ہوئی آگ ہے۔''

1213

ف	ر	ر

(ض۔ن) **فِرَارًا** بھاگنا۔دوڑنا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

مَفَرٌّ اسم الظرف ہے۔ بھاگنے کی جگہ۔﴿ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰﴾ (75/القیمۃ:10)''کہے گا انسان اس دن کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔''

ترجمہ

وَتَحْسَبُهُمْ	اَيْقَاظًا	وَّ	هُمْ	رُقُوْدٌ	وَّنُقَلِّبُهُمْ
اور تو گمان کرے گا ان کو	بیدار	حالانکہ	وہ لوگ	سوئے ہوئے ہیں	اور ہم بار بار پلٹتے ہیں ان کو

ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَذَاتَ الشِّمَالِ	وَكَلْبُهُمْ	بَاسِطٌ	ذِرَاعَيْهِ
دائیں جانب	اور بائیں جانب	اور ان کا کتا	پھیلانے والا ہے	اپنے دونوں بازوؤں کو

بِالْوَصِيْدِ	لَوِ	اطَّلَعْتَ	عَلَيْهِمْ	لَوَلَّيْتَ	مِنْهُمْ	فِرَارًا
چھوکھٹ پر	اگر	جھانکے	ان پر	تو ضرور تو پیٹھ پھیرے گا	ان سے	بھاگتے ہوئے

وَّلَمُلِئْتَ	مِنْهُمْ	رُعْبًا ۱۸	وَكَذٰلِكَ	بَعَثْنٰهُمْ
اور تجھ کو ضرور بھر دیا جائے گا	ان کے	رعب سے	اور اسی طرح	ہم نے اٹھایا ان کو

لِيَتَسَآءَلُوْا	بَيْنَهُمْ	قَالَ	قَآئِلٌ	مِّنْهُمْ	كَمْ	لَبِثْتُمْ
تا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں	آپس میں	کہا	ایک کہنے والے نے	ان میں سے	کتنا (عرصہ)	تم لوگ ٹھہرے

قَالُوْا	لَبِثْنَا	يَوْمًا	اَوْ	بَعْضَ يَوْمٍ	قَالُوْا	رَبُّكُمْ
انہوں نے کہا	ہم ٹھہرے	ایک دن	یا	ایک دن کا کچھ (حصہ)	انہوں نے کہا	تمہارا رب

اَعْلَمُ	بِمَا	لَبِثْتُمْ	فَابْعَثُوْٓا	اَحَدَكُمْ
خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	تم لوگ ٹھہرے	تو (اب) تم لوگ بھیجو	اپنے میں سے ایک

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ	اِلَى الْمَدِيْنَةِ	فَلْيَنْظُرْ	اَيُّهَآ
اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ	شہر کی طرف	پھر اسے چاہیے کہ وہ دیکھے	اس (شہر) کا کون

اَزْكٰى	طَعَامًا	فَلْيَاْتِكُمْ	بِرِزْقٍ	مِّنْهُ
زیادہ پاکیزہ ہے	بلحاظ کھانے کے	پھر اسے چاہیے کہ وہ آئے تمہارے پاس	کچھ کھانے کے ساتھ	اس میں سے

وَلْيَتَلَطَّفْ	وَلَا يُشْعِرَنَّ	بِكُمْ	اَحَدًا ۱۹
اور اسے چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے	اور وہ ہرگز شعور (یعنی خبر) نہ دے	تمہارے بارے میں	کسی ایک کو

اِنَّهُمْ	اِنْ	يَّظْهَرُوْا	عَلَيْكُمْ	1213 يَرْجُمُوْكُمْ
بیشک وہ لوگ ہیں (کہ)	اگر	وہ غالب ہوئے	تم لوگوں پر	تو وہ رجم کردیں گے تم لوگوں کو

اَوْ	يُعِيْدُوْكُمْ	فِيْ مِلَّتِهِمْ	وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا	اِذًا	اَبَدًا ﴿٢٠﴾
یا	لوٹائیں گے تم کو	اپنے مذہب میں	اور تم لوگ ہرگز مراد نہ پاؤ گے	تب تو	کبھی بھی

نوٹ۔1

حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شکاری کتے یا جانوروں کے محافظ کتے کے علاوہ کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کے اجر میں سے دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔ایک اور حدیث میں تیسری قسم کے کتے کا استثناء آیا ہے، یعنی جو کھیتی کی حفاظت کے لئے پالا گیا ہو۔ان احادیث کی بناء پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان بزرگ اللہ والوں نے کتا کیوں ساتھ لیا تھا۔اس کا ایک جواب تو یہ ہوسکتا ہے کہ کتا پالنے کی ممانعت کا یہ حکم شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ممکن ہے اس سے پہلے یہ ممنوع نہ ہو۔دوسرے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ صاحب جائیداد اور صاحب مویشی تھے۔ان کی حفاظت کے لئے کتا پالا ہو اور جیسے کہ کتے کی وفا شعاری مشہور ہے۔یہ لوگ جب شہر سے چلے تو وہ بھی ساتھ لگ گیا۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (21تا22)

ترجمہ

وَكَذٰلِكَ	اَعْثَرْنَا	عَلَيْهِمْ	لِيَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ
اور اس طرح	ہم نے اطلاع کردی	ان (اصحاب کہف) کی	تا کہ وہ لوگ جان لیں	کہ	اللہ کا وعدہ

حَقٌّ	وَّ اَنَّ	السَّاعَةَ	لَا رَيْبَ	فِيْهَا ۚ	اِذْ	يَتَنَازَعُوْنَ
حق ہے	اور یہ کہ	قیامت	کوئی بھی شک نہیں ہے	اس میں	جب	وہ لوگ جھگڑ رہے تھے

بَيْنَهُمْ	اَمْرَهُمْ	فَقَالُوا	ابْنُوْا	عَلَيْهِمْ
آپس میں	ان کے معاملہ میں	تو انہوں نے کہا	تم لوگ تعمیر کرو	ان (اصحاب کہف کی جگہ) پر

بُنْيَانًا ۭ	رَبُّهُمْ	اَعْلَمُ	بِهِمْ ۭ	قَالَ	الَّذِيْنَ
ایک عمارت	ان کا رب	خوب جانتا ہے	ان (اصحاب کہف کے حال) کو	کہا	ان لوگوں نے جو

غَلَبُوْا	عَلٰٓي اَمْرِهِمْ	لَنَتَّخِذَنَّ	عَلَيْهِمْ	مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾
غالب ہوئے	ان کے معاملہ پر	ہم لازماً بنائیں گے	ان (کی جگہ) پر	ایک سجدہ کرنے کی جگہ

سَيَقُوْلُوْنَ	ثَلٰثَةٌ	رَّابِعُهُمْ	كَلْبُهُمْ ۚ	وَيَقُوْلُوْنَ	خَمْسَةٌ
لوگ کہیں گے	(وہ) تین تھے	ان کا چوتھا	ان کا کتا تھا	اور کہیں گے	(وہ) پانچ تھے

سَادِسُهُمْ	كَلْبُهُمْ	رَجْمًا	بِالْغَيْبِ ۚ	وَيَقُوْلُوْنَ	سَبْعَةٌ
ان کا چھٹا	ان کا کتا تھا	اٹکل مارتے ہوئے	غیب میں	اور کہیں گے	(وہ) سات تھے

وَّ ثَامِنُهُمْ	كَلْبُهُمْ ؕ	قُلْ	رَّبِّيْٓ	اَعْلَمُ	1213 بِعِدَّتِهِمْ
اور ان کا آٹھواں	ان کا کتا تھا	آپ کہیے	میرا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ان کی گنتی کو

مَّا يَعْلَمُهُمْ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ۟	فَلَا تُمَارِ	فِيْهِمْ
لوگ نہیں جانتے ان (کی گنتی) کو	مگر	تھوڑے (لوگ)	پس تو مت جھگڑ	ان (کے بارے) میں

اِلَّا	مِرَآءً ظَاهِرًا ۠	وَّلَا تَسْتَفْتِ	فِيْهِمْ
مگر	ظاہری جھگڑنا (یعنی اختلاف ظاہر کرنا)	اور تو مت پوچھ	ان (کے بارے) میں

مِّنْهُمْ	اَحَدًا ع ۲۲
ان لوگوں سے	کسی ایک سے بھی

نوٹ۔1

اس زمانے کے لوگوں کو قیامت کے آنے میں کچھ شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ فقط روحیں دوبارہ جی اٹھیں گی اور جسم کا اعادہ نہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے صدیوں بعد اصحاب کہف کو جگا کر قیامت کے ہونے اور جسموں کے دوبارہ جینے کی حجت واضح کر دی۔ پس اصحاب کہف کا ظہور منکروں پر حجت اور ماننے والوں کے لئے دلیل بن گیا۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ۔2

بعض لوگوں نے آیت۔۲۱۔ کا بالکل الٹا مفہوم لیا ہے۔ وہ اسے دلیل بنا کر مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ جو نشانی ان کو بعث بعد الموت اور امکان آخرت کا یقین دلانے کے لئے دکھائی گئی تھی اسے انہوں نے ارتکاب شرک کے لئے ایک موقع سمجھا۔ پھر اس آیت سے قبورِ صالحین پر مسجدیں بنانے کے لئے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات اس کی نہی میں موجود ہیں:

(۱) اللہ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۲) خبردار رہو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم)

(۳) اللہ نے لعنت فرمائی یہود اور نصاریٰ پر۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ (احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

(۴) ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی صالح مرد ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر مسجدیں بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے۔ یہ قیامت کے روز بدترین مخلوق ہوں گے۔ (احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تصریحات کی موجودگی میں یہ بات درست نہیں ہے کہ قرآن مجید میں عیسائی پادریوں اور رومی حکمرانوں کے جس گمراہانہ فعل کا حکایۃً ذکر کیا گیا ہے اس کو ٹھیک وہی فعل کرنے کے لئے دلیل و حجت بنایا جائے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (23 تا 28)

ترکیب

(آیت۔ ۲۳) لِشَايْءٍ دراصل لِشَيْءٍ ہے۔ اس مقام پر اس کو الف کے ساتھ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اسم الفاعل فَاعِلٌ نے فعل کا عمل کیا ہے اور ذٰلِكَ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے، جب کہ غَدًا ظرف ہونے کی وجہ

سے نصب میں ہے۔ (آیت۔۲۶) اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ تعجب کا صیغہ ہے۔ 2/175 نوٹ۔1۔ (آیت۔۲۸) 1213 لَا تَعۡدُ فعل نہی ہے، لیکن یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ نہیں ہے بلکہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور عَيۡنٰكَ اس کا فاعل ہے اس لئے عَيۡنَانِ حالت رفع میں آیا ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقُوۡلَنَّ	لِشَایۡءٍ	اِنِّیۡ	فَاعِلٌ	ذٰلِكَ	غَدًا ۙ﴿۲۳﴾	اِلَّاۤ اَنۡ
اور آپؐ ہرگز مت کہیں	کسی چیز کے لئے	کہ میں	کرنے والا ہوں	اس کو	کل	سوائے اس کے کہ
یَّشَآءَ	اللّٰهُ ۫	وَاذۡكُرۡ	رَّبَّكَ	اِذَا	نَسِيۡتَ	وَقُلۡ
چاہے	اللہ	اور آپؐ یاد کریں	اپنے رب کو	جب کبھی	آپؐ بھول جائیں	اور آپؐ کہیں

عَسٰۤى اَنۡ	يَّهۡدِيَنِ	رَبِّیۡ	لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا	رَشَدًا ﴿۲۴﴾
امید ہے کہ	ہدایت دے گا مجھ کو	میرا رب	اس سے زیادہ قریب کے لئے	بلحاظ رہنمائی کے

وَلَبِثُوۡا	فِیۡ كَهۡفِهِمۡ	ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيۡنَ	وَازۡدَادُوۡا	تِسۡعًا ﴿۲۵﴾
اور وہ لوگ ٹھہرے	اپنے غار میں	تین سو سال	اور وہ زیادہ ہوئے	نو (سال)

قُلِ	اللّٰهُ	اَعۡلَمُ	بِمَا	لَبِثُوۡا ۚ	لَهٗ	غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
آپؐ کہئے	اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ ٹھہرے	اس کے لئے ہی ہے	زمین اور آسمانوں کا غیب

اَبۡصِرۡ بِهٖ	وَاَسۡمِعۡ ؕ	مَا لَهُمۡ	مِّنۡ دُوۡنِهٖ
وہ کیا ہی دیکھنے والا ہے	اور سننے والا ہے	ان لوگوں کے لئے نہیں ہے	اس (اللہ) کے علاوہ

مِنۡ وَّلِیٍّ ۫	وَّلَا يُشۡرِكُ	فِیۡ حُكۡمِهٖۤ	اَحَدًا ﴿۲۶﴾	وَاتۡلُ
کوئی بھی کارساز	اور وہ شریک نہیں کرتا	اپنی حکم میں	کسی ایک کو (بھی)	اور آپؐ تلاوت کریں

مَاۤ	اُوۡحِیَ	اِلَيۡكَ	مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ	لَا مُبَدِّلَ
اس کی جو	وحی کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب کی کتاب سے	کوئی بھی بدلنے والا نہیں

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ	وَلَنۡ تَجِدَ	مِنۡ دُوۡنِهٖ	مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾	وَاصۡبِرۡ
اس کے فرمانوں کو	اور آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ گاہ	اور آپؐ روکیں

نَفۡسَكَ	مَعَ الَّذِيۡنَ	يَدۡعُوۡنَ	رَبَّهُمۡ	بِالۡغَدٰوةِ	وَالۡعَشِیِّ
اپنے آپ کو	ان لوگوں کے ساتھ جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح کو	اور شام کو

يُرِيۡدُوۡنَ	وَجۡهَهٗ	وَلَا تَعۡدُ	عَيۡنٰكَ
چاہتے ہوئے	اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	اور چاہئے کہ آگے نہ نکلیں	آپؐ کی دونوں آنکھیں

عَنۡهُمۡ ج	تُرِيۡدُ	1213 زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ج
ان لوگوں سے (یعنی ان کو مت چھوڑیں)	(کہ) آپؐ تلاش کرتے ہوں	دنیاوی زندگی کی زینت کو

وَلَا تُطِعۡ	مَنۡ	اَغۡفَلۡنَا	قَلۡبَهٗ	عَنۡ ذِكۡرِنَا
اور آپؐ پیروی مت کریں	اس کی	ہم نے غافل کیا	جس کے دل کو	اپنی یاد سے

وَاتَّبَعَ	هَوٰىهُ	وَكَانَ	اَمۡرُهٗ	فُرُطًا ﴿۲۸﴾
اور جس نے پیروی کی	اپنی خواہش کی	اور ہے	اس کا کام	حد سے گزرا ہوا

آیت نمبر (29 تا 31)

م ہ ل

(ف) مُهۡلَةً — جلد بازی نہ کرنا۔ آرام سے کام کرنا۔

مُهۡلٌ — پگھلی ہوئی دھات۔ پیپ۔ راکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔۲۹

(افعال) اِمۡهَالًا — مہلت دینا

اَمۡهِلۡ — فعل امر ہے۔ تو مہلت دے۔

(تفعیل) مَهِيۡلًا — ڈھیل دینا

مَهِّلۡ — فعل امر ہے۔ تو ڈھیل دے۔ ﴿فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿۱۷﴾ ع﴾ (86/الطارق:17)
''پس تو ڈھیل دے کافروں کو، تو مہلت دے ان کو غیر محسوس طریقے سے۔''

ش و ی

(ض) شَيًّا — کسی چیز کو بھوننا۔ زیر مطالعہ آیت۔29

شَوٰى — جسم کے اطراف جن پر زخم لگنے سے موت واقع نہ ہو جیسے کھال۔ ﴿نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ ج﴾
(70/المعارج:16) ''کھینچ لینے والی کھال کو۔''

ترجمہ:

وَقُلِ	الۡحَقُّ	مِنۡ رَّبِّكُمۡ قف	فَمَنۡ	شَآءَ	فَلۡيُؤۡمِنۡ
آپؐ کہیے	کل کا کل حق	تم لوگوں کے رب (کی طرف) سے ہے	پس جو	چاہے	تو وہ ایمان لائے

وَّمَنۡ	شَآءَ	فَلۡيَكۡفُرۡ لا	اِنَّآ	اَعۡتَدۡنَا	لِلظّٰلِمِيۡنَ	نَارًا لا
اور جو	چاہے	تو وہ انکار کرے	بیشک	ہم نے تیار کی	ظلم کرنے والوں کے لئے	ایک آگ

اَحَاطَ	بِهِمۡ	سُرَادِقُهَا ط	وَاِنۡ	يَّسۡتَغِيۡثُوۡا	يُغَاثُوۡا
گھیر لیں گی	ان کو	اس کی قناتیں	اور اگر	وہ لوگ مدد کے لئے پکاریں گے	تو ان کی مدد کی جائے گی

بِمَآءٍ	كَالْمُهْلِ	يَشْوِي	الْوُجُوْهَ ط	1213 بِئْسَ
ایک ایسے پانی سے جو	تیل کی (تلچھٹ) کی طرح ہوگا	وہ بھون دے گا	چہروں کو	کتنا برا ہے

الشَّرَابُ ط	وَسَآءَتْ	مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
یہ پینا	اور کتنی بری ہے یہ (آگ)	بطور آرام گاہ کے	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	اِنَّا	لَا نُضِيْعُ	اَجْرَ مَنْ
اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	تو بیشک	ہم ضائع نہیں کرتے	اس کے اجر کو جس نے

اَحْسَنَ	عَمَلًا ج ﴿٣٠﴾	اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	جَنّٰتُ عَدْنٍ	تَجْرِيْ
حسین بنایا	عمل کو	یہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہیں	عدن کے باغات	بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهِمُ	الْاَنْهٰرُ	يُحَلَّوْنَ	فِيْهَا
ان لوگوں کے نیچے سے	نہریں	وہ لوگ آراستہ کئے جائیں گے	ان (باغات) میں
مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ	وَّيَلْبَسُوْنَ	ثِيَابًا خُضْرًا	مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ
سونے کے کنگنوں سے	اور پہنیں گے	سبز کپڑے	چمکیلے اور باریک ریشم کے

مُّتَّكِـِٕيْنَ	فِيْهَا	عَلَى الْاَرَآئِكِ ط	نِعْمَ	الثَّوَابُ ط
بیٹھنے والے ہوتے ہوئے	ان (باغات) میں	مزین تختوں پر	کتنا اچھا ہے	یہ بدلہ

وَحَسُنَتْ	مُرْتَفَقًا ع ﴿٣١﴾
اور کتنے اچھے ہیں یہ (باغات)	بطور آرام گاہ کے

نوٹ۔1

جنت اور دوزخ کے احوال کا بیان متشابہات میں داخل ہے۔ جن تمثیلات وتشبیہات سے اس نادیدہ عالم کے احوال کو ہمارے ذہن کے قریب لایا جاسکتا ہے، قرآن ان کے ذریعہ سے ان کو ہمارے ذہن کے قریب کرتا ہے۔ رہی ان کی اصل حقیقت تو اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ دوزخ کے ''مُہل'' یا جنت کے کنگن اور سندس اور استبرق کی حقیقت یہاں نہیں معلوم کی جاسکتی۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قرآن ان چیزوں کے بیان میں اہل عرب ہی کی معلومات اور ان ہی کے ذوق کو ملحوظ رکھتا ہے۔ اس لئے کہ تشبیہ و تمثیل میں موثر وہی چیزیں ہوتی ہیں جن سے مخاطب واقف ہوں۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (32تا36)

ح ف ف

حَفًّا کسی کو گھیرنا۔ کسی کے گرد گھیرا ڈالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۲۔

حَآفٌّ — اسم الفاعل ہے۔ گھیرنے والا۔ گھیرا ڈالنے والا۔ ﴿ وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ ﴾ (39/الزمر:75) ''اور تو دیکھے گا فرشتوں کو گھیرا ڈالنے والے ہوتے ہوئے عرش کے اردگرد۔''

ب ی د

(ض) **بَيَادًا** — بیابان میں کسی چیز کا پراگندہ ہونا۔ تباہ و برباد ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۵۔

ترجمہ:

وَاضْرِبْ	لَهُمْ	مَّثَلًا	رَّجُلَيْنِ	جَعَلْنَا
اور آپ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ہم نے بنایا

لِاَحَدِهِمَا	جَنَّتَيْنِ	مِنْ اَعْنَابٍ	وَّ حَفَفْنٰهُمَا
ان دونوں میں سے ایک کے لئے	دو باغ	انگوروں کی	اور ہم نے گھیرا ڈالا دونوں کے گرد

بِنَخْلٍ	وَّ جَعَلْنَا	بَيْنَهُمَا	زَرْعًا ؕ۳۲	كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
کھجوروں سے	اور ہم نے بنایا	دونوں کے مابین	ایک کھیتی	دونوں باغ

اٰتَتْ	اُكُلَهَا	وَلَمْ تَظْلِمْ	مِّنْهُ	شَيْـًٔا ۙ	وَّ فَجَّرْنَا
دیتے تھے	اپنے پھل	اور وہ (باغ) کمی نہ کرتے	اس (پھل) میں سے	کوئی چیز	اور ہم نے جاری کی

خِلٰلَهُمَا	نَهَرًا ۙ۳۳	وَّ كَانَ	لَهٗ	ثَمَرٌ ۚ	فَقَالَ	لِصَاحِبِهٖ
دونوں کے بیچ سے	ایک نہر	اور تھا	اس کے لئے	ایک پھل	تو اس نے کہا	اپنے ساتھی سے

وَ	هُوَ	يُحَاوِرُهٗٓ	اَنَا	اَكْثَرُ	مِنْكَ
اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کر رہا تھا اس سے	میں	زیادہ کثرت والا ہوں	تجھ سے

مَالًا	وَّ اَعَزُّ	نَفَرًا ۳۴	وَدَخَلَ
بلحاظ مال کے	اور زیادہ عزت والا ہوں	بلحاظ نفری (یعنی افرادی قوت) کے	اور وہ داخل ہوا

جَنَّتَهٗ	وَ	هُوَ	ظَالِمٌ	لِّنَفْسِهٖ ۚ	قَالَ
اپنے باغ میں	اس حال میں کہ	وہ	ظلم کرنے والا تھا	اپنے آپ پر	اس نے کہا

مَآ اَظُنُّ	اَنْ	تَبِيْدَ	هٰذِهٖٓ	اَبَدًا ۙ۳۵	وَّ مَآ اَظُنُّ
میں نہیں سمجھتا	کہ	برباد ہوگا	یہ (باغ)	کبھی بھی	اور میں نہیں سمجھتا

السَّاعَةَ	قَآئِمَةً ۙ	وَّ لَئِنْ	رُّدِدْتُّ	اِلٰى رَبِّيْ
قیامت کو	قائم ہونے والی	اور بیشک اگر	لوٹایا گیا مجھ کو	میرے رب کی طرف

لَاَجِدَنَّ	خَيْرًا مِّنْهَا	مُنْقَلَبًا ۳۶
تو میں لازماً پاؤں گا	اس سے بہتر	پلٹنے کی جگہ